یوزن مداد العلماء بدم الشہداء یوم القیامۃ

رسالۂ

معیار الحق

از

تصانیف شمس العلما ابن شمس العلما مولوی حکیم سید

امداد امام مصنف مرآۃ الحکما و کتاب الاثمار و ہدیہ قیصریہ

و کتاب الزراعت وغیرہ وغیرہ

بانصرام جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ

بانکی پور

در ماہ رمضان المعظم ۱۳۲۵ھ

اصح المطابع واقع لکھنؤ محلہ کٹھوی ٹولہ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمٌ بعدَ ذکراللہ ذکرُھم
فی کلِ بدءٍ ومختومٌ بہ الکلمُ

اما بعد واضح ہو کہ مخالفین اسلام کی طرفسے منجملہ بہت سے الزامات
کے جو ہمارے پیشواے دین آنحضرت صلعم کی نسبت عاید کیے گئے ہین ایک یہ بھی
ہو کہ آنحضرتؐ نے بہ تقاضاے خواہش نفسانی حضرت زینبؓ سے جو آپ کے پسر
متبنے حضرت زید سے بیاہی گئی تھین نکاح کر لیا اور یہ فعل ایسا ہو کہ جس سے تمامتر
نقصان اخلاق ظاہر ہوتا ہے جو سچے نبی کی شان سے بہت بعید متصور ہے۔
اس الزام کے رد مین جناب مجتہد العصر مولانا و مقتدانا منبع فیوض نامتناہی
واسطہ حصول رحمتِ الٰہی حضرت تاج العلما السید علی محمد صاحب قبلہ مقاصد
دین و دنیا و کعبہ مطالب ہر دوسرا مدظلہ العالی نے ایک رسالہ موسومہ بہ
تنقید جدید بڑی تحقیقات عالمانہ کے ساتھ رقم فرمایا ہو جسکے دیکھنے سے
تمام الزامات منکرین کے رفع دفع ہو جاتے ہین اور غایت درجہ کا حسن اخلاق

نبوئی ثابت ہوتا ہے جو عین شان نبوت حقہ کی ہو اگر اس زور تحقیق کا اثر منکرین
تک نہ پہونچے تو اونکی کوتاہی طالع کا جواب نہین ورنہ جناب مولانا مدظلہ العالی
نے راہ ہدایت کو مشعل تحقیق سے ایسی روشن فرمادی ہو کہ اگر رہرو کی بینائی
مین کسی طرحکا نقصان لاحق نہین ہے تو شبہ و شک کے راہزنون سے
بچکر بے خطر منزل مقصود کو پہونچ جا سکتا ہے:۔

اہل واقفیت آگاہ ہین کہ مخالفین اسلام اس دین پاک کے پیشوائے مطہر
ومقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے الزامات عائد کرتے گئے ہین جنکی
تردید مین کثرت کے ساتھ ہمارے علماے اہل اسلام نے فرمائی ہین اور کتابین
مبسوط رد الزامات بالا مین موجود ہین جنسے حقیت اسلام کی اور نبوت
جناب خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحب عقل سلیم کے نزدیک تمامتر
ثابت ہی بہرحال منجملہ اون الزامات کے تعدد ازواج کا بھی ایک الزام ہے
جسے مخالفین اسلام جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین وارد
کرتے ہین اور اس الزام کی ایک شاخ یہ معاملہ حضرت زینب کے نکاح کا
بھی ہی جسکی تردید حضرت تاج العلما مدظلہ العالی نے اپنے رسالہ بالا مین فرمائی
ہی اس مادہ مین جسقدر مضامین حق آگین ارشاد ہو چکے ہین یا اور بھی حضرات
علماے سابق وحال نے داد تحقیق دی ہی ہدایت گمراہان کے لیے کافی ووافی
ہین اور کسیکی آیندہ کی قلم فرسائی کے محتاج نہین ہین مگر چونکہ طرفداری حق مین
تھوڑی سعی بھی بڑی ثواب اندوزی کا ذریعہ متصور ہے راقم الحروف بصد عجز و
نیاز یہ رسالہ حضرات ناظرین کی جناب مین پیش کرکے اپنی اس جرأت پر یون

معذرت خواہ ہوتا ہے کہ جسطرح تقاضاے کمال اشتیاق سے حضرت یوسفؑ کے خریدارون مین ایک مفلس عجوزہ جا کھڑی ہوئی تھی اوسی طرح یہ قلیل البضاعت بھی اپنے غیرت ماہ کنعانی محبوب ربانی کے بازار مدح سرائی مین اکابر جوہریان نکتہ دانی کی غلامی کو حاضر آیا ہے۔

مختلف زبانون کی کتب موجودہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ مخالفین اسلام نے از وقت آنحضرت صلعم تا ایندم سلسلۂ الزام بالا کو بالالتزام قائم رکھا ہو صرف یہی نہین ہو کہ معاندین نے نکاح حضرت زینبؓ کے ظہور کے وقت زبان طعن کھولی تھی جسکا پتا آیات قرآنیؐ سے پایا جاتا ہو بلکہ ہر زمانے مین مخالفین اسلام اپنی نافہمی سے اس الزام نکاح کو زندہ کرتے چلے آئے ہین اور اس معاملہ نکاح کو بڑے تعصب کی آنکھ سے دیکھتے رہے ہین اور اسی لیے اعتراف حق نہین کر سکے ہین اور اگر وہی چشمہ تعصب کا اب بھی لگائے رہینگے تو حق بینی سے محروم رہین گے۔ بہ اسباب ظاہر فرقہ عیسائی مین اب وہ زور تعصب باقی نہین ہے جو سو برس پہلے تھا اوس وقت کے عیسائی مطلق اسلام سے واقف نہ تھے اور اگر کچھ بھی اونکو اسلام سے واقفیت ہو گئی تھی تو اونکے دریافت کے وسائل ایسے ناقص تھے کہ حقیقت اسلام سے اونکا واقف ہونا غیر ممکن تھا اسواسطے اوس زمانے کے علماے عیسائی کچھ ایسے متعصب دیکھے جاتے ہین کہ جنکی

؎ دیکھو اسد الغابہ مولفہ ابن اثیر جزری جلد ۲ صفحہ ۲۲۶ چھاپہ مصر فان رسول اللہ صلعم لما تزوجہا یعنی زینب قالوا انہ تزوج حلیلۃ ابنہ فانزل اللہ عزوجل۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الایۃ انتہی۔ اور یہ حدیث جامع ترمذی اور دیگر کتب حدیث مین موجود ہو دیکھو اسباب النزول مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی جلد ۲ صفحہ ۹ مطبوعہ مصر

تحریرات کے معاینہ سے اونکے خلل دماغی کا یقین ہونے لگتا ہی مگر جب سے کہ
فی الجملہ صحیح ترجمے قرآن مجید کے اہل یورپ کی زبانون مین شائع ہوتے گئے
اور بھی مسلمان مصنفون کی تصنیفات یوروپین زبانون مین بلاد وامصار نصاریٰ
تک پہونچتی گئین اور علاوہ برین بعض اقالیم یورپ مین عربی خوانی نے بھی رواج
پکڑا اب سے علمائے عیسائی کے خیالات مین اسلام کی نسبت انقلابات
پیدا ہوتے گئے ہین اور اونکو یہ دین کچھ دوسرا نظر آنے لگا ہی چنانچہ اسوقت کے
بہت سے علمائے عیسائی سابق کے علمائے عیسائی سے بہت کم
متعصب معلوم ہوتے ہین۔ بے تعصبی کی ایک مثال معقول ڈاکٹر لیٹنر صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ ہین جنکے اقوال کو سُنکر اونکے سچے مسلمان ہونے کا یقین
ہونے لگتا ہی۔ انکو ڈاکٹر پرائیڈی وغیرہ سابق کے علمائے عیسائی سے کیا
نسبت ہی جو اسلام اور بانی اسلام صلعم پر افترا بندی کے سوا دوسرا کام نہین رکھتے
تھے۔ اس صدی کے تو بعض علمائے عیسائی نے بہت سے الزامات کی خود تردیدین
لکھی ہین۔ چنانچہ نکاح حضرت زینب رضہ کے الزام کی تردید ڈیون پورٹ صاحب
نے کی ہی اور اسیطرح اگر دیگر حق پسند علمائے عیسائی کی تحریرات پر مخالفین اسلام
غور کو راہ دین تو بانی اسلام کی نبوت حقہ اونپر ہویدا ہو جائے گی۔ —

الزام مذکورہ بالا کی تردید کامل کے لیے یہ ضرور ہے کہ حضرت زینب رضہ
کے معاملۂ نکاح کے واقعات متعلقہ مورخ کی آنکھ سے دیکھے جائین کتب تاریخ

۱؎ دیکھو تحریرات ریورنڈ جی ایم راڈویل و مسٹر کارلائل و مسٹر باسورتھ اسمتھ و ایڈورڈ گبن و گاڈفری ہیگنگنس و آئزک ٹیلر وغیرہم کی جو معاملۂ اسلام مین کم متعصب نظر آتے ہین۔
۲؎ یہ زینب بنت جحش تھین (دیکھو کتاب تفسیر صافی اور سر ولیم میور کی لائف آف محمدؐ)

وسیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زید ابن حارث حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام تھے جسوقت اونکی عمر دس برس کی تھی اونکو آنحضرت صلعم نے خرید فرمایا تھا اور وہ پہلے ایمان لانے والون مین تھے آنحضرت اونکے ساتھ نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے اور تا آخر عمر وہی سلوک نیک فرماتے رہے حضرت زید نے بھی وفاداری کے برتاؤ مین کبھی کمی نہین کی اور غلامی اور حرّیت دونون حالت مین یکسان وفاشعار رہے آنحضرت صلعم کو حضرت زید کی اخلاصمندی پر تمام تر وثوق رہتا تھا اور حق یہ ہے کہ وہ خلقت کی رو سے نہایت شریف النفس آدمی تھے اور ہر گونہ قابل اعتماد تھے بجا آوری خدمت اسلامی مین کبھی پس پا نہین ہوتے تھے اور نفع رسانی دین مین اپنی جان کو مطلق عزیز نہین رکھتے تھے حتے کہ کمال بہادری اور شجاعت کے ساتھ رومیون کے مقابلہ مین جان نذر اسلام کردی ہرچند حضرت زیدؓ کہ

[1] دیکھو الجزو ۲۱ سورۂ احزاب کتاب تفسیر صافی قول قمی بروایت حضرت سیدنا امام جعفر صادقؑ اور وہ یہ ہے ان رسول الله صلعم لما تزوج بخدیجة بنت خویلد خرج الی سوق عکاظ فی تجارة لها ورای زیدا یباع ورآه غلاما کیسا حنیفا فاشتراه فلما نبی رسول الله دعاه الی الاسلام فاسلم وکان یدعی زید مولی محمد فلما بلغ حارثة بن سراجیل الکلبی خبر ولده زید قدم مکة وکان رجلا جلیلا فاتی ابا طالب وقال یا ابا طالب ان ابنی وقع علیه السبی وبلغنی انه صار الی ابن اخیك تسأله اما ان یبیعه واما ان یفادیه واما ان یعتقه فکلم ابو طالب رسول الله فقال رسول الله هو حر فلیذهب حیث یشاء فقام حارثة فاخذ بید زید فقال یا بنی الحق بشرفك وحسبك فقال زید لست افارق رسول الله ابدا فقال له ابوه فتدع حسبك ونسبك وتکون عبد القریش فقال زید لست افارق رسول الله ما دمت حیا فغضب ابوه فقال یا معشر قریش اشهدوا انی قد برئت منه ولیس هو ابنی فقال رسول الله اشهدوا ان زید ابنی ارثه ویرثنی فکان یدعی زید بن محمد وکان رسول الله یحبه وسماه زید الحب فلما هاجر رسول الله الی المدینة زوجه زینب بنت جحش۔

مین غلام کی حیثیت مین فروخت ہوے تھے مگروہ ایک جلیل اور شریف خاندان
کے آدمی تھے اور اونکے باپ تجارت کا پیشہ کرتے تھے اوس زمانے مین تجارت ہی
ذریعۂ ثروت ہوا کرتی تھی جیسا کہ آج بھی تجارت ذریعۂ ثروت ہوا کرتی ہو اس پیشہ
کے ذریعہ سے اونکے باپ نہایت خوشحالی سے عمر بسر کرتے تھے اور جس وقت
حضرت زیدؓ بہ اسباب ظاہر غلامی کی حالت مین یمامہ مین تھے گھر پر اونکی خوشحالی
حاصل تھی چنانچہ جب حضرت زیدؓ کی غلامی کی حقیقت اونکے باپ کو معلوم ہوئی
تو وہ مکہ مین آئے اور بیٹے کو معاوضۂ معقول کی اداکاری کے ذریعہ سے گھر
لیجانا چاہا مگر حضرت زیدؓ گھر جانے پر راضی نہین ہوے ہرچند باپ نے اونسے
اونکے گھر لیجانے کی ضرورتین بیان کین مگر وہ کسی طور پر آنحضرت صلعم کی مفارقت
کے متحمل نہو سکے اور غایت وفاشعاری اور ایمانداری سے قدم مبارک سے
لگے رہے جب حضرت زیدؓ کے باپ نے دیکھا کہ زید گھر جانے پر راضی نہین ہین
تو اونھین عاق کردیا پس جب اسکی خبر آنحضرت صلعم کو ہوئی تو آنحضرتؐ نے زید
کو غلامی سے آزاد فرماکے اپنا متبنےٰ بنا لیا۔ کتب تاریخ کی روسے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت صلعم زید کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آیا کرتے تھے
اور ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت صلعم غایت درجہ کی محبت اور شفقت کا برتاؤ اونکے
ساتھ نہین فرمایا کرتے تو وہ اداے معاوضہ کے بعد باپ کے ساتھ گھر
چلے جاتے یا آزاد کیے جانے پر اپنا رستہ لیتے اونکا آزاد ہو جانے پر
بھی دل سے وہی بندہ بنا رہنا آنحضرت صلعم کے بیش از قیاس حسن خلق سے خبر دیتا ہی

۱؎ دیکھو تفسیر مجمع البیان وذکر علی بن ابرہیم فی تفسیرہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کان شدید الحب لزید

دنیا مین غلامی سے بڑھکر نفرت خیز شئے انسان کے واسطے دوسری نہین ہے
کون بندہ ہے جو آزاد ہونا نہین چاہتا خاصکر حضرت زیدؓ کی حالت کا کوئی آدمی
ہو کہ جسکا باپ اُسے آزاد کرا کر گھر لیجانا چاہے اور وہ گھر جہان خوشحالی
ہر طور پر حاصل ہو ان تملقات و ترغیبات پر بھی اگر کوئی آزاد کردہ بندہ
اپنے آقا سے مفارقت گوارا کرنا پسند نہین کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ
اوسکے آقا مین کچھ ایسی ہی خوبیان مودّع کی گئی ہین جو آزادی پر بھی بندہ
کو بندہ بنائے رکھ سکتی ہین اِس معاملہ حیرت انگیز سے آنحضرت صلعم کی
وسعت حسن اخلاق کا موازنہ دشوار ہو جاتا ہے اور یہ تعجب گزرنے لگتا ہے
کہ آنحضرت صلعم کو خدائے تعالےٰ نے کسقدر صاحب اخلاق حمیدہ بنایا تھا
کہ آپ کی مفارقت غلام پر بھی شاق گزرتی تھی کیا یہ کم حیرت انگیز امر ہے کہ
آپکا آزاد کردہ بندہ آپ کے گھر کی غلامی کو آزادی اور گھر کی ثروت پر
ہزارہا درجہ مرجح جانتا تھا یہ بھی اہل جہان پر روشن ہے کہ آنحضرتؐ کے
پاس دولت دُنیا کچھ بھی نہ تھی جو کسیطرح حضرت زید کے لیے لالچ کا سبب
ہوتی حضرت زید کے گھر تو دولت دُنیا موجود تھی آنحضرت صلعم کے گھر کیا تھا مالک
کونین کے گھر تو فاقے ہوتے تھے البتہ الفقر فخری کی دولت حضرت واہب العطایا
نے بخشی تھی جسکا حضرت زید ذائقہ کر چکے تھے اور جس سبب سے تمام دنیا کی دولت
اونکو بے مزہ اور بے لطف معلوم ہوتی تھی اے اہل انصاف سچ بتائیے کہ ترک دُنیا
کیا کوئی آسان امر ہے مُنہ سے کہنا اور ہے اور اوسکا کرنا اور ہے دُنیا کو
بے حقیقت کہدینا بہت آسان کام ہے مگر اوسے بے حقیقت سمجھنا اوسکا

تارک ہونا اوسی درجہ دشوار امر ہے معاملۂ دنیا مین بڑے بڑے فلسفی اور حکما کے پانون ڈگ گئے ہین دنیا واقعی مزلۃ الاقدام ہے لیکن ہان اونہین کے قدم ثابت رہے ہین جنکے دلون کو خدائے قدیر نے ترغیبات سے بچنے کی سچی قوت بخشی ہی یون تو بے حقیقتی دنیا اور اوسکی ناپائداری پر پرزور فصاحت اور بلاغت کے ساتھ لکچر دینے والے لاکھون نکلین گے مگر ایسا سعید ازلی لاکھون مین ایک پایا جائیگا جسکی آنکھون مین دنیا درحقیقت بے حقیقت نظر آتی ہی۔ پس حضرت زید کی یہ آزاد مزاجی کہ آنحضرت صلعم کی کفش برداری اور بندگی کو وطن کی ثروت اور آزادی پر مرجح درمرجح سمجھا کیے کیا ایک معمولی بات قیاس کیجاسکتی ہی؟ حضرت زید کا وفاداری پر استقلال کوئی چھوٹی کرامت نہین ہی یہ استقلال اونکی بڑی بے النفسی سے خبر دیتا ہے اِس ناپاک دُنیا مین کیسے کیسے نفوس قدسیہ کا آنا ہوا ہی اور سُبحان اللہ اون حضرات تقدس مآب نے اپنے دامن کو آلودگی دنیا سے محفوظ رکھا ہے لاریب معاملہ حضرت زید کا مثل دیگر معاملات دینی کے سراسر حیرت انگیز ہے اسکے تمام واقعات متعلقہ سے یہ بات ہویدا ہوتی ہی کہ فیضان تعلیم وبرکت صحبت آنحضرت صلعم سے حضرت زیدؓ کو ہوس دُنیا مطلق باقی نہین رہی تھی۔ پس اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ جناب جنکی تعلیم وصحبت سے ایسا عمدہ اثر حضرت زید کی طبیعت پر پیدا ہوسکا ضرور ہے کہ خود بیش از قیاس متصف با خلاق حمیدہ اور تمامتر مصداق وانک لعلی خُلُقٍ عظیم کے تھے اور جب اُس جناب کو حضرت باری تعالے نے اِسقدر وفور اخلاق حسنہ سے معمور فرمایا تھا تو ایسے معمور ونعمتہاے نامتناہی آلٰہی سے کسی فعل مذموم کا ارتکاب بعید از عقل وقیاس ہی۔

اے اہل انصاف کیا اب بھی بانی دین اسلام کے موہوب اخلاق عظیمہ ہونے
مین کوئی شک وشبہ باقی رہتا ہے اگر چشم انصاف سے دیکھو گے تو معلوم ہوجائیگا
کہ اخلاق بنی آدم کی اصلاح اوسی ماحی کفر وضلالت کی بدولت ظہور مین
آئی ہی۔ احسان اسلام سے کون مہذب قوم دنیا کی بچ رہی ہی کس مہذب قوم نے
اسلام سے فائدہ نہین اوٹھایا ہی دنیا مین سب سے بڑا فرقہ عیسائیون کا ہی کیا مسیحیونکو
اسلام سے فائدہ عظیم مترتب نہین ہوا ہی؟ کیا کوئی عیسائی عالم اس سے انکار کرسکتا
ہی کہ یورپ کی تہذیب یافتگی اور عروج کا باعث اسلام ہوا ہی لاریب یہ اسلام ہی
کی روشنی تھی کہ جسنے یورپ کی ظلمت کو دور کیا ہی اگر اسلام نہوتا تو آجتک یورپ بطور
سابق مبتلائے ظلمت رہتا ارباب واقفیت سے اسلام کا محسن عالم ہونا پوشیدہ نہین ہے
جاننے والے جانتے ہین اور اہل انصاف اخفاے حق نہین کرسکتے کیا مقام تعجب ہے کہ
آنحضرت کی ایک ذات بابرکات نہ صرف عرب بلکہ دور دراز ملکونکے بھی اخلاقی اور
تمدنی معاملات کی اصلاح اتنے تھوڑے عرصہ مین فرماسکی اہل واقفیت پر روشن ہی کہ
آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت مین ملک عرب تمامتر دار الفسق ہو رہا تھا کون گناہ
روئے زمین پر ہی جسکے مرتکب اوسوقت کے اہل عرب نہ ہوتے تھے ارتکاب گناہ تو
در کنار کمال گناہگاری سے اس قابل بھی وہ نہین تھے کہ گناہ کو گناہ سمجھ سکتے ایسی
عام بدحالی اخلاق کی اصلاح شخص واحد کی ذات سے اور وہ بھی چند سال کے اندر
عجب حیرت خیز معاملہ ہی۔ انجام ایسے امر اہم کا بلا مدد غیبی کے غیر ممکن الوقوع ہی اسوقت
مین کوئی آدمی مصلح قوم بنکر دیکھ لے خود اوسے معلوم ہو جائیگا کہ تائید غیبی بغیر کیا
کامیابی اوسے نصیب ہوتی ہے تھوڑے ہی تجربہ سے اوسے فریبی اور آپس

کی تمیز حاصل ہوجائیگی اور اوسکو اپنی کوششون کی بے حقیقتی پر ندامت اور مایوسی مترتب ہوگی اوسوقت اوسے معلوم ہوجائیگا کہ اہل عرب کا اخلاقی اور تمدنی انقلاب تائید الٰہی کے ذریعہ سے ظہور مین آیا تھا اور ہر دعویدار اصلاح سے انجام ایسے کار اہم کا ممکن نہین ہی بالمختصر تمام معاملات تاریخی پر غور کرنیسے یہ حیرت بالائے حیرت ہوتی ہے کہ کیونکر ایک عرصۂ قلیل مین اہل عرب کے اخلاق ذمیمہ اخلاق حسنہ کے ساتھ مبدل ہوگئے کفر جو تمام برائیون کی جڑ ہی عرب سے دفع ہوگیا رسوم جاہلیت کے اندر اسکی شکل پیدا ہوگئی ان انقلابات تعجب خیز کو دیکھکر دل بے اختیار پوچھ اوٹھتا ہی کہ اوس مصلح قوم اور محسن عالم کا جس نے اخلاق حسنہ کی دولت سے بنی آدم کو مالا مال کردیا کوئی اخلاق آموز بھی تھا؟ جب باسباب ظاہر کوئی اوسکا اوستاد نظر نہین آتا تو یہ تعجب گزرتا ہی کہ خدایا عرب مین نہ کوئی مدرسہ تھا نہ اخلاق آموزی کا چرچا تو پھر ایسے مقنن اخلاق کے ظہور کی شکل کیونکر پیدا ہوسکی جو تمام دنیا کے اخلاق آموزون پر سبقت لیجاسکا

نگارما کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت ✦ بیک ادا ادب آموز صد مدرس شد

اس تحیر کی حالت مین فوراً گوش ایمان مین یہ صدائے غیبی آتی ہے کہ اے عاجز بندے حیران نہو ہم اوس صاحب کمالات کے علم آموز ہین یہ ہماری خاص ادب آموزی ہے جو تیری حیرت کا سبب ہورہی ہے۔ یہ تعلیم انسان کو انسان کے ذریعہ سے نصیب نہین ہوتی ہے جس مدرسہ مین عیسےٰ وموسےٰ وخلیل اور دیگر پیغمبران جلیل نے تعلیم پائی ہے اوس مدرسہ کے اعلےٰ سے اعلےٰ اور منتہا کی تعلیم ہم نے اپنے اوس شاگرد رشید کو دی ہے جسکے فضل وکمال کو دیکھکر

توحیرت زدہ ہورہا ہے۔ یہ الہام غیبی پاتے دل آمنا وصدقنا کہنے لگتا ہی اور سارا اوسکا استعجاب شکر وثنا کے ساتھ مبدل ہوجاتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ جب حضرت زید کو ایسے ادب آموز عالم کی کفش برداری نصیب ہوئی تو اونکے وہبی اخلاق حسنہ اور فطرتی صفات حمیدہ مین جلا کا پیدا ہونا تمامتر قرین عقل وقیاس ہے لاریب فیضان صحبت آنحضرت صلعم سے اون کی خلقی خوبیان بہت کچھ ترقی کر گئین تھین اور اونکے حالات پاک کے ملاحظہ سے اونکی ایک عجب توقیر دل مین جگہ کرتی ہے۔

یہانتک مختصر طور پر حالات حضرت زید لکھکر ام المؤمنین حضرت زینب رض کی نسبت چند امور کا لکھ دینا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہین کہ حضرت زینب رض رسول خدا کی پھوپھی کی بیٹی تھین اور اس لیے نسبی رتبہ مین پیغمبر صلعم کے برابر تھین ہر چند اونھین دولت حاصل نہ تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی قسم کا سرمایہ بھی نہین رکھتی تھین جسکے ذریعہ سے اونکی اوقات بسری عافیت کے ساتھ ممکن ہوتی تاہم عالی نسبی کے باعث زنان بنی ہاشم وقریش مین اونکا رتبہ ویسا ہی بلند تصور کیا جاتا تھا اور باوجود بے زری کے اونکو پوری ہمچشمی اعلے درجہ کے عرب کے مالدار شریف خاندان کی بی بیون سے حاصل تھی چونکہ حضرت زینب رض عالی نسب عورت تھین اور اس عالی نسبی کے ساتھ اونکو بے زری بھی لاحق تھی تو بلحاظ اونکے علو نسب اور عزیزداری اور بھی بخیال اونکی بے زری

؎ دیکھو اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۴۶۳ وھی اسدیۃ من اسد بن خزیمۃ و امھا امیمۃ بنت عبد المطلب عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حاجتمندی کے آنحضرت صلعم اونکی بڑی دلجوئی فرمایا کرتے تھے ہردم اونکی عافیت آپ کو ملحوظ رہتی تھی۔ مصالح وقت پر غور فرماکر آنحضرت نے آپ کا عقد حضرت زید کے ساتھ کردیا اور اِس مواصلت سے تعمیل حکم آلہی کی بھی یعنی ماکان لمومن ولا مومنۃ الیٰ اخرہ کی ہوگئی جس سے حضرت زینبؓ احاطۂ فرمانبرداری حکم خدامین رہین اور نافرمانی کے داغ سے بچین۔ اس مناکحت کے اطراف وجوانب کو آنحضرت صلعم نے خوب موازنہ فرمالیا تھا اور یہ سمجھے تھے کہ اِس مواصلت سے حضرت زینبؓ آرام سے رہین گی اور حضرت کو آیندہ بھی اونکے ساتھ بسبب ہمیشہ کی حضوری کے سلوک نیک کے کرنے کا موقع حاصل رہیگا۔ اوسوقت باسباب ظاہریہ مواصلت خلاف مصلحت بھی نہین معلوم ہوتی تھی یعنی وصل وپیوند کا دستور تمام دنیامین یہی ہے کہ جانبین کی حالت خود مرد یا عورت موازنہ کرلیتے ہین یا اونکے بہی خواہان اونکی طرف سے فراز ونشیب

ے اور نیز بخیال تعلیم دینی انکے یہ عقد ومواصلت کی گئی تھی دیکھو صـ۲۶۳ اسد الغابہ جلد ۵ تزوجہا لیعلمہا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔

ے آنحضرت صلعم نے زید کے نکاح کا پیغام زینب سے کیا اُنھون نے زید کی غلامی اور اپنی عالی نسبی وحسبی کے خیال سے اِس بات کو ناپسند کیا اللہ تعالےٰ جل شانہ نے تب یہ حکم نازل فرمایا ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ہ (یعنی کسی مسلمان مرد وعورت کو اللہ ورسول کے خلاف امر کرنے کا اختیار نہین اور جو خدا اور رسول کی نافرمانی کریگا تو وہ بھٹکا بیطرح) تب زینبؓ نے بموجب فرمان آنحضرت صلعم زید سے نکاح قبول کیا۔ دیکھو تفسیر جلالین اور اسباب النزول صـ۲ جلد ۲۔ واخرج ابن جریر من طریق عکرمۃ عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلعم زینب بنت جحش لزید بن حارثۃ فاستنکفت منہ وقال انا خیر منہ حسبا فانزل اللہ وماکان الآیۃ۔

کو دیکھ لیتے ہین۔ حضرت صلعم نے بھی کمال بہی خواہی اور دردمندی کی نگاہ سے ہر پہلو کو دیکھ لیا تھا تب اس مواصلت کو پسند فرمایا تھا۔ ارباب انصاف غور فرماوین کہ اس مواصلت مین کون سا نقصان متصور تھا اگر حضرت زینب ایک شریف عالی خاندان عورت تھین تو زید بھی ایک شریف اور ذی دولت گھر کے آدمی تھے اور چونکہ پیغمبر صلعم نے اونھین آزاد فرمایا تھا اب وہ تمام حر مؤمنین کے برابر ہو رہے تھے اگر بحالت موجودہ حضرت زیدؓ کے پاس دولت نہ تھی تو حضرت زینبؓ بھی دولتمند نہ تھین جسقدر آنحضرت صلعم حضرت زینب کو عزیز رکھتے تھے اوسیقدر زید کو بھی چاہتے تھے اگر حضرت زینبؓ جوان تھین تو حضرت زیدؓ بھی جوان تھے۔ مختصر یہ ہے کہ کوئی ایسی قسم کے موانع لاحق نہ تھے کہ جنکی وجہ سے مہذب قوم کا آدمی بھی اس وصل و پیوند کو نامناسب کہہ سکتا بلکہ اس مواصلت سے یہ امید کیجا سکتی تھی کہ یہ مواصلت اور بھی بڑھانیوالی اوس مرابطت قلبی کی ہو گی جو آنحضرت صلعم کو زید کے ساتھ پیدا تھی لاریب اس مواصلت سے ترقی ربط کی صورت بہت کچھ قرین قیاس تھی لیکن یہ ازدواج جو فریقین کی آسایش قلبی کا ذریعہ نہوا تو یہ مرضی الٰہی کا تقاضا تھا بہت سے ازدواج دنیا مین نامیمون ہوتے گئے ہین اگر زید و زینب کے بیاہ نے شکل نامیمون پیدا کی تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ ابنائے سلف مین بعض مثالین مواصلت کی ایسی دیکھی جاتی ہین جنکو مبارک کہنا جادۂ راستی سے انحراف کرنا ہے۔ مثلاً حضرت لوط کا بیاہ کہ جنکی بی بی نے شوہر کا کہنا نہ مانا اور صریحاً حکم خدا سے انحراف کیا۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ زن و شو کی موافقت محض ایک امر منجانب

اللہ ہے گورے کالے جوان بوڑھے امیر غریب پر موقوف نہین ہے بہرحال ایک بڑا مطلب آلہی اِس مواصلت سے (عام اس سے کہ یہ مواصلت میمون یا نامبارک قیاس کیجائے) یہ تھا کہ اِس وصل و پیوند سے ایک بڑی اخلاقی تعلیم اہل عرب کی منظور تھی۔ عالی نسبی کا غرور ایک جاہلانہ خیال ہے اور عموماً شرفاے عرب اِس جہل مین مبتلا ہو رہے تھے اِس ازدواج سے بہتر اونکے غرور شکنی کی کیا دوسری صورت پیدا ہو سکتی تھی چنانچہ آنحضرت صلعم نے اِس وصل و پیوند سے عملی طور پر دکھلا دیا کہ عالی نسبی کا غرور محض ایک فضول امر ہے اور اِس ازدواج سے نہ صرف اوس وقت کے شرفاے عرب کی اصلاح اخلاقی منظور آلہی تھی بلکہ یہ مواصلت ہر زمانہ کے پابند غرور نسب کے لیے براے خود پند نامہ کا حکم رکھتی ہے چونکہ عالی نسبی کے خیالات اہل عرب کے اوس وقت مین بہت اصلاح طلب ہو رہے تھے اسلیے اِس ازدواج کے لیے جو حکم آلہی قرآن شریف مین مصدور ہے اوسمین تاکید بلیغ دیکھی جاتی ہے جیسا کہ قولہ تعالے ومن یعص اللہ و رسولہ فقد ضل ضلالا مبینا سے عیان ہوتا ہے اور سچ یہ ہے کہ اگر بغور و انصاف دیکھیے تو غرور نسبی ایک شے بے معنی ہے۔ انسان بحیثیت نسب سب برابر ہین جیسا کہ حضرت ولایت مآب واقف اسرار خداے قدیر مولانا و مقتدانا جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اِس مادہ مین ارشاد فرمایا ہے:-

الناس من جھۃ التمثال اکفاءٌ ابوھم آدم و امھم حواءُ

اور عقل صحیح بھی یہی کہے دیتی ہے کہ عالی نسبی کا تقاضا کبھی غرور ہو نہین سکتا اِسکو تمامتر متقاضی شکر و ثناے آلہی ہونا چاہیے ولا فخر بالمختصر جب اسلام

سکھلانیوالا مواخات کا ہی جو بقتوے عقل تمام اخلاقی اور تمدنی خوبیون کی جڑ ہے تو یہ دین پاک ایام جاہلیت کے نفاق انگیز خیالات کے اندر اہمین اس طرح کیونکر ساعی ہوگا پس جاننا چاہیے کہ نکاح حضرت زینب رضہ کا حضرت زید رضہ کے ساتھ باوجود اسکے کہ حضرت زینب آنحضرت صلعم کی پھوپھی کی بیٹی تھین ایک بڑی اصلاح قومی سے خبر دیتا ہے بعد مناکحت درمیان حضرت زید اور حضرت زینب کے جو ناموافقت[1] کی شکل پیدا ہوئی اوسکا اصل سبب وہی شرفاے عرب کا جاہلانہ خیال یعنی غرور نسب تھا۔ بنی ہاشم اور قریش کو معاملۂ نسب مین بیحد غلو تھا جیسا کہ جاہلیت اسکی مقتضی ہوا ہی کرتی ہے۔ بہرحال جب شرفاے عرب کو عالی نسبی کا ایسا غرہ تھا اور حضرت زینب اوسی ملک کے ایک اعلیٰ درجہ کی شریف زادی تھین تو اونکا اس مادے مین دیگر شرفاے عرب کے ساتھ ہمخیال ہونا کوئی امر تعجب انگیز نہین متصور ہو سکتا ہے۔ پس زید کی بی بی ہونے سے اگر اُنکے دل مین اپنی تنزلی پایہ کا خیال پیدا ہوا تو عجب کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت زید کی سابق غلامی کا خیال حضرت زینب کے دل سے نہین جاتا تھا[2] اور اہل عرب کا یہی حال بھی تھا کہ اونکی سمجھ کی روسے داغ غلامی کا مٹنا ایک امر محال متصور تھا

---

[1] دیکھو تفسیر معالم التنزیل صـ۔ فاتی رسول الله صلعم فقال انی ارید ان افارق صاحبتی قال مالک ارابک منہا شئ قال لا واللہ یا رسول اللہ ما رایت منہا الا خیرا و لکنہا تتعظم علی لشرفہا و توذینی بلسانہا۔

[2] یہی وجہ تھی کہ جب نکاح کا پیغام دیا گیا تھا تو اوسوقت بھی اس امر کو کراہت کی نگاہ سے دیکھا تھا مگر بموجب ارشاد آنحضرت صلعم کے راضی ہوئی تھین دیکھو شرح صحیح بخاری علامۂ قسطلانی جلد ۷ صـ۔ مطبوعہ لکھنؤ و کان رسول اللہ صلعم اراد ان یزوجہا زید بن حارثہ مولاہ فکرہت ذلک ثم انہا رضیت بما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

المختصر یہ ہے کہ حضرت زینبؓ اس خیالی تنزلی سے مغموم رہا کرتی تھین اور حضرت
زید بھی اونکی اس مغمومیت سے دل شکستہ رہا کرتے تھے۔ یہ فطرتی امر ہے کہ جب
شوہر زوجہ کو ملول پاتا ہی تو خود بھی ملول ہوتا ہی خصکر اوس حالت مین کہ شوہر یہ سمجھ کہ زوجہ کے
ملال کا باعث کوئی خود اوسکا ذاتی عیب ہی لاریب ایسی صورت مین باخودہا کی کشیدگی کوئی خلاف
توقع امر متصور نہین ہوسکتی ہی اور اس ملال باخودہا کی ترقی کرجانے کا بھاری سبب یہ تھا حضرت زینبؓ
بتقاضاے بلندپایگی اعلی درجہ کی زنان شرفاے عرب سے ملتی جلتی تھین اور جب اپنے کو ایک
غلام آزاد کردہ سے بیاہی ہوئی پاتی تھین تو ضرور اونکو چشمون مین حجاب آتا تھا
اور زنان عرب بھی پابندی غرور عالی نسبی سے اونکے اس بیاہ کو چھوٹی آنکھ سے
دیکھتی تھین اور حسب عادت نسوان ناتعلیم یافتہ کے اس مادے مین سخنان اشتعال
انگیز زبان پر لایا کرتی تھین جس سے حضرت زینب اور حضرت زید کی باخودہا کی کشیدگی
صرف نہ تازہ رہتی تھی بلکہ روبہ ترقی ہوتی تھی۔ مختصر یہ ہی کہ اس شب و روز کی بدلطفی
کے باعث زن و شو مین کھُلے طور پر جب لڑائی ہوتی اور آنحضرت صلعم کو معلوم ہوتا تو
حضرت رفع فساد کا سامان فرماتے اور فہمایش معقول سے دونون مین صلح کرادیتے
لیکن جب کدورت دلون مین آجاتی ہے تو پھر صفائی دشوار و مشکل ہوجاتی ہے
چنانچہ اگر آنحضرت صلعم کی توجہ فرمائی سے کچھ تھوڑے عرصہ کے لیے رفع
شر ہوجاتا تھا تو پھر دونوںکا کہنہ رنج عود کر آتا تھا اور اسی صورت سے دونون
کی زندگی بڑی تلخی سے بسر ہوتی تھی اون کی اس ناموافقت باخودہا کو
دیکھکر آنحضرت صلعم بہت متاسف رہتے تھے اس پر بھی اصلاح کی جو جو
شکلین ممکن ہوتی تھین کر گزرتے تھے۔ اس خانہ جنگی کی حالت مین

حضرت زید رضی نے آنحضرت صلعم سے چند بار طلاق کی نسبت استمزاج کیا
مگر چونکہ آنحضرت صلعم معاملۂ طلاق کو نہایت مکروہ جانتے تھے جیسا کہ
حدیث مین وارد ہے ان ابغض الحلال الی اللہ تعالےٰ الطلاق
اور جسکا ترجمہ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمہ مین یون ہے کہ
تا توانی پا منہ اندر فراق - ابغض الاشیاء عندے الطلاق ☆
آنحضرت صلعم اس حد درجہ کے سخت برتاؤ پر اپنی رضامندی ظاہر نہین فرماتے
تھے بہر حال جب زن وشو کی ناموافقت بہت بڑھ گئی اور آنحضرت صلعم نے ملاحظہ
فرمایا کہ اب التیام کی کوئی شکل باقی نہین ہو تب ناچار اونکے باخودہا کی کنارہ
کشی پر آپ راضی ہوے اور حضرت زید رضی نے بی بی کو طلاق دیا - اس چھوٹ چھٹاؤ
سے اونکا خانگی فساد تو طے پا گیا مگر اس سے حضرت زینب رضی کا چندان برا مطلب
نہوا اول تو وہ بے والی و وارث ہو گئین - دوم یہ کہ اگر پہلے زنان عرب کے
نزدیک ایک آزاد کردہ غلام کی بی بی سمجھی جاتی تھین تو اب اوسی مرد کی طلاق
دادہ عورت سمجھی جانے لگین - ظاہرا افزایش آبرو کے عوض کمی آبرو کی شکل
بندھی اور اب اونکے لیے اوسکی ترقی کی کوئی صورت بھی نظر نہین آتی تھی
کسواسطے کہ کوئی اعلےٰ درجہ کا بنی ہاشم زید کے زن مطلقہ کو حبالۂ نکاح مین

☆ تفسیر صافی مین ہے کہ جب حضرت زید رضی نے حضرت زینب رضی کا شکوہ آنحضرت صلعم سے کر کے اون سے
طلاق چاہا تو آنحضرت صلعم نے حکم خدا کی تبعیت کے واسطے حضرت زید کو فہمایش کی اور فرمایا
اتق اللہ وامسک علیک زوجک واحسن الیہا •
در صحیح بخاری مین بھی یہ روایت حضرت انس رضی سے منقول ہے عن انس قال جاء زید بن حارثۃ
یشکو (من اخلاق) زوجتہ فجعل النبی صلعم یقول اتق اللہ وامسک الخ
مترجم

لانا پسند نہین کر سکتا تھا۔ یہ خفت حضرت زینب رضؓ کی آنحضرت صلعم پر بہت گران ہو رہی تھی اور ہر چند قریب رشتہ مندی اور عزیز داری کے خیال سے حضرت زینب رضؓ کی خاطر داری آنحضرت صلعم کو منظور رہتی تھی مگر حالت موجودہ مین پیچیدگیان ایسی لاحق ہو رہی تھین کہ اونکا سلجھانا دشوار معلوم ہوتا تھا لاریب باسباب ظاہر اب حضرت زینب رضؓ کی افزایش آبرو کی شکل کوئی باقی نہین رہی تھی الا یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مین داخل کر دی جائین۔ چنانچہ حضرت زینب رضؓ کی دلی کاہیدگیون کو ملحوظ رکھکر آنحضرت صلعم نے ایسا ہی برتاؤ فرمایا جسکے باعث حضرت زینب رضؓ کو ہمچشمون کی چشمک اور طعن زنی سے نہ صرف نجات ہوئی بلکہ ام المؤمنین کا درجہ پانے سے زنان بنی ہاشم پر اونکی توقیر اور تعظیم فرض ہو گئی۔ بلا شبہ یہ ایک بڑا سلوک آنحضرت صلعم کی طرف سے حضرت زینب کے حق مین ہوا۔ اور اگر یہ توجہ فرمائی آنحضرت صلعم کی حضرت زینب رضؓ کے حال پر مبذول نہین ہوئی ہوتی تو زنان بنی ہاشم و قریش مین حضرت زینب رضؓ بقیہ عمر کم رتبہ سمجھی جاتین۔ اور اسی طرح تمام عمر اونکی مذلت مین بسر ہوتی۔ کیا جائے حیرت ہے کہ آنحضرت تو تقاضا سے اپنی خلقی رحیمی اور کریمی کے ابتدا ہی سے سلوک نیک حضرت زینب رضؓ کے ساتھ فرماتے آئے تھے کہ اونھین درجۂ ام المؤمنین کو پہونچا دیا اس حسن سلوک کو نظرانداز کر کے ارباب عناد اس معاملۂ حضرت زینب رضؓ مین طرح طرح کے الزامات شان نبوی پر عائد کرتے ہین۔ عموماً متعصب

عیسائیون کا یہ اعتراض ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت زینب رض کے ساتھ
عقد تقاضاے خواہش نفسانی سے فرمایا - اگر تعصب معترضین کی
قوت مجوزہ مین رخنہ انداز نہین ہوا ہوتا تو وہ اس طرح اعتراضات
لایعنی کبھی وارد نہین کرتے - اس معاملہ کو شروع سے آخر تک بچشم
انصاف دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا حضرت زینب رض
کو ازواج مطہرات مین داخل کرنا ہرگز فعل نفسانی نہ تھا بلکہ بہت سے
مصالح اور خوبیون پر مبنے تھا - تمام واقعات متعلقہ پر اس معاملۂ
نکاح کے نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم حضرت زینب رض
کو بہ سبب قریب رشتہ مندی کے بہت عزیز رکھتے تھے اور ہر قدم پر
اون کے ساتھ سلوک نیک فرمایا کرتے تھے جیسا کہ راقم الحروف
نے سابق مین حوالۂ قلم کیا ہے - آنحضرت صلعم کا حضرت زید رض سے اونکا
نکاح کر دینا بھی غایت شفقت کا تقاضا تھا اور حضرت زید رض سے چھوٹ
چھٹاؤ کے بعد اونکو اپنے حبالۂ نکاح مین لانا بھی اُسی شفقت دیرینہ کا سبب
تھا اگر کچھ بھی معاملۂ خواہش نفسانی لاحق رہتا تو آنحضرت صلعم کو کوئی چیز
مانع نہ تھی کہ آنحضرت صلعم زید سے زینب کا نکاح کرا دینے کے عوض خود اونسے
نکاح فرما لیتے - اگر خود ابتدا ہی مین ایسا فرماتے تو حضرت زینب رض نہایت

٭ جیسے سر ولیم میور جنھون نے چار جلدون مین سوانح عمری آنحضرت صلعم کی لکھی ہے - یہ کتاب
تعصب سے بھری ہوئی ہے اور کیون نہ ایسی ہوتی جب مصنف نے تحقیق کی نظر سے اوسے نہین لکھا
تھا بلکہ مناظرہ کی نظر سے اور فریق مخالف بنکر -

خوشی سے زمرۂ ازواج مطہرات مین داخل ہونا پسند فرماتین جیسا کہ زیدؓ کے زن مطلقہ ہونے کے بعد نہایت رغبت سے ازواج مطہرات مین داخل ہونا پسند فرمایا مگر چونکہ غرض نفسانی کو مطلق مزاج اقدس مین دخل نہ تھا آپ نے بحکم خدا حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت زیدؓ سے کرادیا اگر واقعی کوئی خود غرضی لاحق ہوتی تو اوس حالت مین کہ حضرت زینبؓ باکرہ تھین آنحضرت صلعم اوٗنھین اپنے نکاح مین در لاتے یکس قسم کی ہوس رانی متصور ہو سکتی ہے کہ جب عورت باکرہ اور عین عالم شباب مین ہو اور کوئی امر مانع تصرف نہو تو ایک شخص اُس عورت کو اپنے رفیق یا خادم کے تصرف مین بالقصد در لانے کا سبب ہو اور جب وہ عورت ثیبہ ہو جائے اور جوانی سے جاتی رہے تب خود اُنکے تصرف مین لانے کا سامان کرے اور تصرف مین لائے۔ ارباب انصاف غور فرمائینگے کہ یہ امر کیسا غیر فطرتی معلوم ہوتا ہے اور ایسا کچھ خلافِ فطرت کے نظر آتا ہے کہ اِسکے تصور کی طرف بھی ذہن راغب نہین ہوتا ہے آنحضرت صلعم کا حضرت زینبؓ کو حبالۂ نکاح مین در لانا خواہش نفسانی کے تقاضا سے نہ تھا بلکہ مجرد اِس غرض سے تھا کہ حضرت زینبؓ جو خیالی مذلت سے نہایت دل شکستہ ہو رہی تھین اور بھی اب اونکی افزائش آبرو کی کوئی شکل باقی نہین رہی تھی غم سے آزاد اور ہمچشمون مین سربلند ہو جائین۔ بعض معاندین اسلام الزام دہی کی نظر سے یہ بھی کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت زینبؓ کے حسن و جمال کے باعث اونپر مفتون ہو رہے تھے اور اکثر زیدؓ کے مکان مین جاکر حضرت زینب سے ہم کلام ہوتے تھے اور ایکبار

HL. 2063

حضرت زینب کے حسن کی تعریف پُرزور[لہ] لفظون مین فرمائی تھی جس سے حضرت
کی مفتونی اور بد خلقی ثابت ہوتی ہے۔ اسکا جواب صاف ہے اوّل
تو یہ کہ المرء یقیس علی نفسہ جیسا ناپاک دل ہوتا ہے ویساہی اوس
مین خیال جگہہ کرتا ہے۔ دوئیم یہ کہ مین پوچھتا ہون کہ اس الزام سے
نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی پاکبازی مین کیا داغ لگتا ہے۔ اگر آنحضرت
صلعم حضرت زیدؓ یا حضرت زینبؓ کو عزیز رکھتے تھے اور زیدؓ کے گھر
بوجہ مرابطت قدیم کے آیا جایا کرتے تھے اور حضرت زینبؓ سے ہمکلام
ہوا کرتے تھے اور انواع طرحسے دونون کی خبرگیری فرمایا کرتے تھے اور
جب دونوںمین جھگڑا پڑتا تھا تو رفع شر حتےالامکان فرمادیا کرتے تھے تو ان
باتون سے آنحضرت صلعم کا کونسا اخلاقی نقصان ثابت ہوتا ہے؟ مہذب سے
مہذب آدمی اس دُنیا مین دوست کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہی۔ اور جبتک اصول
اخلاق قائم رہینگے ایسا کرتا رہیگا۔ بلکہ اگر آنحضرت صلعم ایسا نہین کرتے تو یہ الزام
عائد ہوسکتا تھا کہ واہ یہ کونسی شرافت نفسی ہی کہ زید تو آزاد ہونے پر بندہ بنے رہے
اور آنحضرتؐ اونکی طرفسے غافل ہو بیٹھے اور حضرت زینبؓ جو اسقدر قریب رشتہ مند تھین اونکے

لہ تفسیر صافی مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلعم زیدؓ کے مکان پر گئے تھے اور وہ اپنے گھر مین نہین تھے مگر حضرت زینبؓ تھین
آنحضرت صلعم نے حضرت زینبؓ کے جمال کی تعریف ان لفظون مین فرمائی سبحان خالق النور و تبارک
اللہ احسن الخالقین اور یہ بھی اُس کتاب مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا سبحان اللہ الذی
خلقک خیر جن لفظون سے کہ آنحضرت صلعم کا حضرت زینبؓ کے حسن و جمال کی تعریف فرمانا حضرتؐ کی بہت
پاک دلی اور خدا پرستی سے خبر دیتا ہے اگر کچھ بھی خواہش نفسانی سے ہوتا تو جب اسکا اعادہ حضرت زینبؓ نے حضرت
زیدؓ سے فرمایا تو ضرور کسی قسم کا ملال حضرت زیدؓ کے دل مین آنحضرت صلعم کی طرف سے آجاتا۔ عورت کا معاملہ بُرا ہوتا ہی
مگر جو حضرت زیدؓ کو کچھ رنج نہوا اور وہ آنحضرتؐ کیطرفسے ویسے ہی اخلاص مند اور خوشدل رہے یہ آنحضرتؐ کی خوش نیتی کا سبب تھا
اور آنجناب کی پاک دلی اور صفائے قلبی کا عکس تھا جسنے حضرت زیدؓ کے دل کو مکدر ہونے نہ دیا۔

ساتھ صلۂ رحمی کی داد نہ دے سکے۔ البتہ ایسی ناتوجہی سوءِ اخلاق پر دال ہو سکتی تھی مگر آنحضرت صلعم جو مخزن اخلاق و اشفاق تھے کب ایسے بدبرتاؤ کو روا رکھ سکتے تھے آنحضرت صلعم نہ زیدؓ کو کبھی بھولے اور نہ زینبؓ کی خبرگیری سے کبھی غافل ہوے۔ اور جو یہ اعتراض معاندین کا ہے کہ آنحضرت صلعم نے پرجوش لفظون مین حضرت زینبؓ کے حسن و جمال کی تعریف فرمائی جیسا کہ قول معترضین ہو کہ آنحضرت صلعم نے سبحان الذی براٴھا فرمایا تھا تو اِسکا جواب معقول یہ ہے کہ اول تو اِس قول کی تصدیق اسناد معتبرہ سے نہین ہوتی

؎ بلکہ علماء محققین ایسی روایتون سے ہمیشہ انکار کرتے آئے۔ قاضی عیاض مالکی اُندلسی جو اسلامی پانچوین صدی کے مشہور و محقق علماء سے ہین اپنی کتاب شفاء مین اِس روایت کو قدح کرتے ہین۔ اور امام قشیری و ابو اللیث سمرقندی و ابن فورک وغیرہم سے اِس روایت کی گویا تکذیب نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ مفسرین محققین کی تفسیر کے خلاف ہو۔ اور ملا عبد الحکیم سیالکوٹی نے حاشیۂ بیضاوی مین اِس روایت کو غیر مسلم کہا اور مولوی عبد القادر دہلوی نے موضح القرآن اور شاہ ولی اللہ محدث نے فتح الرحمن مین اِس روایت کے خلاف مین تفسیر کیا ہے۔ عبارت شفاء صفحہ ۳۰۳ واصح ما فی هذا ما حکاه اهل التفسیر عن علی بن حسین علیهما السلام ان الله تعالی اعلم نبیه ان زینب ستکون من ازواجه فلما شکا الیه زید قال له النبی صلعم امسك علیك زوجك واتق الله واخفی منه فی نفسه ما اعلمه الله به انه سیتزوجها بما الله مبدیه ومظهره بتمام التزویج وطلاق زید لها۔ ولو کان علی ما روی فی حدیث قتادة من وقوعها فی قلب النبی صلعم عند ما اعجبته ومحبة طلاق زید لها لکان فیه اعظم الحرج وما لا یلیق به من مدة عینیه لما نهی عنه من زهرة الحیوة الدنیا ولکان هذا النفس الحسد المذموم الذی لا یرضاه ولا یتسم به الاتقیاء فکیف بسید الانبیاء علیهم السلام قال القشیری رضی الله عنه وهذا اقدام عظیم من قائله وقلة معرفته بحق النبی صلعم وبفضله وکیف یقال راٴها فاعجبته وهی بنت عمه ولم یزل یراها منذ ولدت ولا کان النساء یحتجبن منه صلعم وهو زوجها لزید وانما جعل الله طلاق زید لها وتزویج النبی صلی الله علیه وسلم ایاها لازالة حرمة التبنی وابطال سببه کما قال ما کان محمد ابا احد من رجالکم وقال تعالی لکیلا۔

دوم یہ کہ اگر کسی وقت مین یا بہ اوقات مختلفہ پُرزور یا پُرجوش لفظون مین
حضرت زینبؓ کے حسن وجمال کی تعریف آنحضرت صلعم نے فرمائی تھی تو اس
سے کیا سُوءِ خلقی ثابت ہوتی ہے۔ اس سے بیش ازین کیا ثابت ہوتا ہے
کہ آنحضرت صلعم کو خوبصورتی اور بدصورتی کی بڑی تمیز داری تھی اور حقیقت
یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو حسن وجمال کی فطرتی تمیز غایت درجہ مین حاصل تھی اگر
بہ تقاضاے تمیز داری حسین کو حسین فرمایا بلکہ دل کھول کر تعریفین کین تو اس
سے کیا برائی پیدا ہوئی کیا نبوت اور اخلاق حسنہ کا یہی تقاضا ہے کہ خوبصورتی
اور بدصورتی کی تمیز نبی اور صاحب اخلاق حسنہ سے سلب ہو جائے یا یہ کچھ
ضرور ہے کہ کوئی نبی حسین کو دیکھکر سبحان اللہ کی جگہ لاحول پڑھنے لگے حسن
سے عداوت اوسی کو ہوتی ہے جسکو فطرت نے اس دولت سے محروم رکھا ہے۔ چونکہ فطرت
نے اوسکے ساتھ اس طور پر اپنی بخشش مین کمی کی ہے تو وہ اسکا معاوضہ اوسی
فطرت کے توجہ یافتگان سے لینا چاہتا ہے اور اسی وجہ سے اُوسے حُسن سے تنفر
ہوتا ہے بخلاف اسکے صاحب حسن و اخلاق جسپر فطرت نے اپنی عنایت اوٹھا نہین رکھی ہے
ضرور ہے کہ دوسرون کے حسن وجمال کا بھی قدردان ہو آنحضرتؐ کے جمال جہان آرا کی

یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائهم وتحوه لابن فورک ۵ پھر ابو الليث
سمرقندی کی تقریر بیان کرتے ہین جسکے آخر مین یہ ہے وهذا اذا جوزنا علیه انه راها فجأة
واستحسنها ومثل هذه لا نكرة فيه لما طبع عليه ابن ادم من استحسانه للحسن و
نظرة الفجأة معفوٌ عنها ثم قمع نفسه عنها وامر زيدا بامساكها وانما تنكر تلك الزيادات
التى فى القصة والاولى ما ذكرنا عن على بن حسين وحكاه السمرقندى وهو قول
ابن عطاء وصححه واستحسنه القاضى القشيرى وعليه عول ابو بكر بن فورک
الخ انتهى مختصرا۔

جو کیفیت تھی اوس سے کسی منکر کو انکار نہین ہو سکتا ہے۔ گبن مؤرخ نے
کیسا کچھ نہین اس مادّے مین لکھا ہے۔ پس اگر صاحب حسُن و جمال شخص
حضرت زینبؓ کے حسن و جمال کی تعریف پُرزور لفظون مین فرمائے تو خلاف
فطرت کونسی بات متصور ہو سکتی ہی۔ بلکہ حسن و جمال سے غیر متاثر ہونا خود ایک
غیر فطرتی امر ہے شاید بے سنگدل ہوے کوئی شخص حسن و جمال سے نافر نہین ہو سکتا
انسان کی رغبت حسن و جمال کیطرف برلے خود ایک امر طبعی ہے پس حسن و جمال
سے تنفر بہت بڑے طور کی بے مادگی سے خبر دیتا ہے اللھم احفظنا من ذلك
اہل انصاف دیکھین گے کہ حسُن کی تمیز داری یا حسن سے متاثر ہونا یا حسُن
کی مداحی یا قدر کرنا بنفسہ کوئی زشت امر متصور نہین ہو سکتا ہی حسن کمالات
انسانی کا ایک جزو اعظم ہے اور جب یہ کیفیت ہے تو اگر کوئی نبی کسی حسین
کے حسُن کی تعریف پُرجوش لفظون مین کرے تو اوسکی نبوت مین کون سا
نقصان لاحق ہو جا سکتا ہے۔ کیا نبی کو بے حس ہونا بھی ضرور ہی واہ کیا خوب
نبوت کا تقاضا ہے کہ نبی حسن کا مدرک نہو ذائقہ سے کام نہ لے سکے اور اسیطرح
حواس خمسہ کے ذریعہ سے جو جو استمتاع کی ممکن شکلین اس عالم اسباب
مین افضال صانع باکمال نے قائم فرما دی ہین سب سے بے بہرہ اور محروم رہے
نبوت کیا ہوئی کہ جرم کی سزا ہوئی کہ حلال اور جائز نعمتہاے عالم کے دروازے
اوسپر بند کیے جاتے ہین میری دانست مین شان نبوت مین کچھ بھی نہین بٹّا
لگتا ہے۔ اگر کسی نبی نے تشنگی کی حالت مین ٹھنڈا پانی پیا ہے یا عطریات
کو استعمال کیا ہے یا حلال طور سے کسی عورت سے تعلق رکھا ہی جب یہ باتین

بنفسہ اس عالم اسباب مین عام بندگان خدا کے لیے فطرت کی رو سے
روا کی گئی ہین تو نبی نے کون سا قصور کیا ہے کہ اوسکے واسطے ان حلال
لذائذ سے استمتاع ایک امر غیر ضرور قیاس کیا جا سکتا ہے۔ معاملہ ازدواج
کو عموماً ناعاقبت اندیش سبب کسر شان نبوت سمجھتے ہین۔ کوئی ضرورت
نہین ہے کہ نبی راہب بھی ہو اگر اوسے ازدواج کی حاجت ہو یا اوسکے
ازدواج مین مصلحت اخلاقی یا تمدنی لاحق ہے تو اوسکا عورت کرنا منافی
رتبۂ نبوت ہونے کے عوض باعث علو شان نبوت متصور ہو ظاہر ہے
کہ حالت ضرورت مین عورت سے متمتع ہونا ایک امر محض فطرتی ہے۔ یہ
ویسی ہی ہے کہ جیسے بھوک کی حالت مین کھانا کھانا یا تشنگی کی حالت
مین پانی پینا۔ عقل صحیح کے نزدیک دونون مین مطلق فرق نہین ہو۔ البتہ
اگر کسی نبی کو ازدواج کی حاجت نہین ہو تو اوسکا تجرد لاریب بہت مناسب ہے
مگر اوسکا نہین عورت کرنا برائے خود علو شان نبوت کا سبب نہین سمجھا جا سکتا
ہو۔ مجرد مسیح علیہ السلام کا تجرد اُس جناب کی بلند پایگی کا سبب نہین ہو اگر یہی
امر اوس جناب کی عظمت و جلالت کا باعث ہوتا تو تمام مجردین اوس جناب کے
برابر ہو جاتے۔ صرف تجرد کوئی فطرتی ذریعہ کمالات انسانی کا ہو نہین سکتا ہو۔ اگر
صرف تجرد ہی موجب تقدس و تفوق سمجھا جائے تو ہر خلقی ہجڑا اولی با درزاد سمجھا جا سکتا
ہو بلکہ اوسکو تمام ابنائے سلف پر ترجیح حاصل ہو جاتی ہے۔ پس اہل انصاف دیکھینگے
کہ عورت سے استمتاع برائے خود سبب کسر شان نبوت نہین ہو۔ عوام کی یہ محض
غلط خیالی ہے کہ جو اور کمالات مسیحی کو نظر انداز کر کے اوس امر کی طرف

چشم حیرت سے دیکھتے ہین جو درحقیقت داخل کمالات متصور نہین ہے
تقاضاے طبیعت سے جناب مسیح علیہ السلام تاہل پسند نہین تھے اور نہ
اونکو موقع خانہ داری کا حاصل تھا - امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مین بہت سے ایسے ابرار گزرے ہین جنکو جورو جانتا پچھ نہ تھا اور کمال
عفت اور پرہیزگاری سے اونھون نے کسی عورت کو کبھی نہ جانا تو اس سے
کیا وہ مقدس اپنے پیشوا آنحضرت صلعم سے اخلاقاً و تقدساً بڑھ گئے ہین - اگر
صرف اِس تجرد کی وجہ اپنے پیشوا سے بڑھ گئے تھے تو پھر اپنے پیشوا کی پیشوائی
کے قائل کیون تھے اور اپنے کو پھر کیون جناب رسالت مآبؐ کی غلامی
کے قابل بھی نہین سمجھتے تھے - اسی طرح بہت سے لوگ پاک طینت اور پاک
فطرت امت جناب مسیح علیہ السلام مین گزرے ہین جو اپنے پیشوا کی طرح
مجرد رہگئے ہین تو ایسے لوگ کیا محض اِس تجرد کے باعث اوس جناب کے
برابر یا انبیاے سلف علیہم السلام سے بزرگتر قیاس کیے جاسکتے ہین ؟ ان
باتون سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچتی ہے کہ نبی کے واسطے تجرد کوئی ضروری
امر نہین ہے نہ یہ کسی طور پر سبب تفوق ہو سکتا ہی - مختصر یہ ہے کہ
شان نبوت کے لیے یہ ضروریات سے نہین ہے کہ نبی جائز اور حلال
اسباب استمتاع سے محروم رہے - یہ بھی قابل ذکر ہے کہ جناب مسیح
علیہ السلام نے جو کبھی ازدواج نہین فرمایا تو اوس سے یہ نہین سمجھنا چاہیے
کہ اوس جناب کے ذہن شریف مین ازدواج ایک امر مکروہ یا مذموم متصور تھا -
ازدواج ایک فطرتی امر ہے اور اِسلیے تمامتر رضاے خداوندی کے ہمقرین ہی -

حضرت مسیح علیہ السلام کا تجرد مین عمر بسر کرنا امر ازدواج کے کسی نقصان
اخلاقی کی بنیاد پر نہ تھا نہ وہ حضرت ازدواج کو حقارت کی آنکھ سے دیکھتے
تھے پس جاننا چاہیے کہ ازدواج نہ کوئی امر ناپسندیدہ ہی اور نہ کسی طرح پر
منافی اخلاق حمیدہ۔ بلکہ جسقدر موقع کے ساتھ اسکی پابندی ممکن ہو بہتر
اور مفید ہے بخلاف تجرد کے کہ جسکی کمی کثرت خیر سے خبر دیتی ہی اسیواسطے
نہایت عقلی قاعدہ کی بنا پر اسلام نے رہبانیت کو موقوف کر دیا اور واقعی
خوب کیا کسواسطے کہ رہبانیت ایسی ضار شئے ہی کہ جسکو اگر دشمن نوع
انسان کہیے تو بہت درست و بجا ہے۔ پس اسلام کا اس غیر فطرتی امر کو
مسدود کر دینا کسقدر خیر اندیشی بنی آدم سے خبر دیتا ہے۔ جب دلائل بالا
سے ازدواج ایک امر فطرتی اور محمود ثابت ہوتا ہے تو اسکی نسبت کسی
معترض کو جائے گفتگو بھی باقی نہین رہتی ہے۔ اب جو کچھ اعتراضات وارد
کیے جا سکتے ہین وہ تعدد ازدواج کی نسبت کیے جا سکتے ہین۔ تعدد
ازدواج کو کوئی اہل کتاب حرام نہین کہہ سکتا۔ اوسکا ایسا کہنا بہت سے
انبیاے سابق کی شان مین سوء ادبی سے پیش آنا متصور ہوگا۔ لیکن
متدین بھی جو عقلی مذہب کا دعوے رکھتا ہے تعدد ازدواج ناجائز امر
نہین کہہ سکتا ہے۔ بہت سی حالتین ایسی ہین کہ عقلاً انسان ایک
جورو پر قناعت نہین کر سکتا مثلاً اگر کسی کی جورو کوڑھی ہو جسکے ساتھ
صحبت طبی مصالح سے ممنوع ہو اور خود وہ شخص کثیر الباہ ہو کہ بے مباشرت
کے اوسکی صحت مین ضرر سخت کا یقین ہو تو کیا ایسی حالت مین ایک

اور جور و کرنا اوسکے واسطے ناجائز تصور کیا جائیگا۔ بلکہ ایسی مجبوری کی حالت مین نہین کرنا دوسری جورو کا جسکے باعث اوس سے صدور افعال شنیعہ کا احتمال قوی ہو بہت نامناسب ہوگا۔ مختصر یہ ہے کہ تعدد ازدواج مواقع خاص مین جو مصالح وقت کے تقاضا کے مطابق ہو نامحمود متصور نہین ہو سکتا۔ آنحضرت صلعم کے تعدد ازواج پر معاندین کے جو اعتراضات ہین وہ اونکی قلت تدبر سے خبر دیتے ہین۔ اون اعتراضات کا رد اسوقت کے دائرۂ بحث سے باہر ہے اسواسطے قلم کو روک لینا ایک امر مجبوری ہے۔ مگر اتنا عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ معترضین کے تمام اعتراضات نمبرواری سب کے سب قابل تردید ہین۔ ہر اہل واقفیت بخوبی ثابت کر دکھا سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے محض اخلاقی اور تمدنی مصالح پر متعدد نکاح فرمائے تھے۔ اور اوسمین خواہش نفسانی کو مطلق دخل نہ تھا اور اگر پابندی نفس کی وجہ ایسا فرمائے ہوتے تو شباب کے زمانہ مین آپ کو چند بیبیان کرتے ہوے کوئی امر مانع نہ ہوتا خاصکر ایسے ملک مین جہان تعدد ازدواج مطلق کوئی امر معیوب نہین سمجھا جاتا تھا۔ پس جب آنحضرت صلعم نے اپنے بہترین حصۂ زندگانی کو یعنی شباب اور بھی وسط عمر کے زیادہ حصہ کو ایک نہایت سن رسیدہ بی بی کے ساتھ بسر فرما دیا تو آنحضرت صلعم کا آخر حصۂ عمر مین چند بی بیون کا کرنا زینہار خواہش نفسانی پر عقلاً محمول نہین کیا جا سکتا ہے۔

بالمختصر حالات بالا سے تمامتر عیان ہو کہ آنحضرت ؐ نے حضرت زینب رض

کے ساتھ تقاضاے خواہش نفسانی سے نکاح نہین فرمایا تھا۔ اور بالفرض تنزلاً اگر مانا بھی جائے کہ میلان طبیعت سے ایسا فرمایا تھا جس سے راقم الحروف کو تمامتر انکار ہے تو اوس حالت مین بھی کوئی اعتراض عقلی طور پر آنحضرت صلعم کے اِس نکاح پر عائد نہین ہو سکتا کسواسطے کہ یہ معاملہ نکاح کا کسی پہلو سے کسی طرح کی جابرانہ کارروائی سے خبر نہین دیتا ہے۔ کوئی بھی دشمن اسلام نہین دکھلا سکتا ہے کہ حضرت زیدؓ پر آنحضرت صلعم کیطرف سے کسی طرحکا جبر ڈالا گیا جسکے باعث حضرت زیدؓ بی بی کو طلاق دینے پر مجبور ہو گئے نہ حضرت زینبؓ خلع پر مجبور کی گئین اگر تراضی طرفین کے ساتھ حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ مین چھوٹ چھٹاؤ ہوا اور آنحضرت صلعم نے حضرت زیدؓ کی رضامندی کے ساتھ اور بھی حضرت زینبؓ کی مرضی کے مطابق اس نکاح کو فرمایا تو کون سا اخلاقی نقصان سے یہ معاملہ خبر دیتا ہے۔ پس ایسے ملک مین جہان طلاق مروج ہو وہان اس وضع کی کارروائی کیا اعتراض کا موقع دشمن کو دے سکتی ہے۔ واضح ہو کہ راقم الحروف نے محض تنزلاً شکل بالا کو مان کر رد اعتراض معترض کیا ہے ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم حضرت زینبؓ کے ساتھ محض اخلاقی اور تمدنی مصالح کو ملحوظ فرما کر اس نکاح کے کاربند ہوے تھے جیسا کہ اس رسالہ عجالہ کے انداز بیان سے ہویدا ہے۔

کفار عرب کا جو سخت اعتراض آنحضرت کے اس نکاح پر تھا وہ اور ہی پہلو پر تھا اور وہ یہ ہے کہ یہ نکاح آنحضرت صلعم نے اپنے بیٹے

کی عورت سے فرمایا جو رواج ملکی کے محض خلاف مین تھا۔ کفار عرب کی آنکھ مین اس نکاح کی معیوب شکل نظر آنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ صلبی بیٹے کے برابر پسر متبنےٰ کو بھی جانتے تھے جیسا کہ اسوقت مین ہنود جانتے ہین۔ اور کسی طرح ولد صلبی اور ولد متبنےٰ مین فرق نہین کرتے ہین ظاہر ہے کہ اس اعتراض کا زور رواج تبنیت کے زور پر مبنی تھا مگر جب اسلام نے تبنیت کو کوئی شے نہین قائم رکھا تو اوسکے ساتھ وہ اعتراض بھی رفع ہو گیا۔

واضح ہو کہ سورہ نساء مین عام احکام ازدواج کے مندرج ہین اور اوسمین مجرد ولد صلبی کی عورت حرام کی گئی ہے۔ اور ولد متبنےٰ کا ذکر بالکل متروک ہے اگر اس سورہ کا نزول سورہ احزاب سے پہلے ہے جسمین نکاح حضرت زینبؓ کا مذکور آیا ہے تو ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم خلاف دین اسلام کے کوئی نئی بات کے مرتکب نہوے۔ جیسا ہزارون رسمین ایام جاہلیت کی اسلام نے مصالح اخلاقی اور تمدنی کی بنیاد پر متروک کر ڈالین تو اگر تبنیت کو موقوف کر دیا تو کیا برا کیا۔ اصلاح معاملات اخلاق و تمدن اور بھی انداس رسوم جاہلیت ہی کے لیے تو اسلام نے ظہور پایا تھا اگر رسم تبنیت جو ایک جاہلانہ رسم تھی متروک کی گئی تو مقاصد اسلام کے خلاف مین آنحضرت صلعم سے کون سا فعل صادر ہوا۔ لیکن اگر سورہ احزاب کو باعتبار نزول کے تقدم

ؔ تفسیر مجمع البیان وقیل ان العرب کانوا ینزلون الادعیاء منزلة الابناء فی الحکم فاراد علیه السلام ان یبطل ذلك بالکلیة وینسخ سنة الجاهلیة۔

زمانی حاصل ہے ۔ جیسا کہ بعض دلائل سے معلوم ہوتا ہی گو اسکے خلاف مین
بھی دلیلین دیکھی جاتی ہین تو اوس صورت مین بھی آنحضرت صلعم پر کوئی اعتراض
عقلی طور پر عائد نہین ہو سکتا ہے ۔ بدین وجہ کہ تبنیت براے خود کوئی شئے
نہین ہے یہ شئے زینہار ایسی نہین ہے کہ جسکے ذریعہ سے غیر لڑکا
اپنا لڑکا ہو جا سکے ۔ جگر جگر اور دگر دگر ہوتا ہے ۔ معاملۂ وراثت مین
تبنیت ایک شئے بہت ضرر انگیز اور انصاف کُش نظر آتی ہی ۔ کسکا لڑکا
کسکا وارث بنے نہایت حیرت انگیز امر ہے ۔ تبنیت زینہار فطرتی امر
نہین ہے ۔ یہ ایک نہایت قوی ذریعہ خونی رشتہ مندونکو وراثت
سے محروم رکھے جانے کا ہے اور ایسلیے سراسر اغراض انصاف کے
خلاف ہے ۔ اگر آنحضرت صلعم نے اپنے زور عمل سے اِس رسم
نامطبوع کی بیخکنی فرمائی تو اعتراض کے عوض آپ کی یہ جرأت قابل
تحسین متصور ہے ۔ قوم کی اصلاح کی نظر سے اوسکے رسومات واہیہ
کے خلاف مین کاربند ہونا بڑے دلیر اور سچے بہی خواہ قوم کا کام ہے
آپ کی اِس دلیرانہ کارروائی نے ایک ایسی غیر فطرتی رسم کے اندراس
کی شکل پیدا کی کہ عرب اور بھی تمامی بلاد اسلام مین اوسوقت سے
اسکی صورت نہین دیکھی جاتی ہے ۔ اور اِس اندراس تبنیت کے باعث
اون حق تلفیون کا پورا انسداد ظہور مین آیا جو اِس مہمل رسم کے
سبب سے ممکن الوقوع تھین ۔ عند العقل مضمون تبنیت محض ایک
بے معنی امر ہے ۔ اہل کتاب کسی زمانہ مین اِسکے پابند نظر نہین آتے ہین

مشرکین عرب اس رسم کے پابند اپنے توہمات کے باعث ہو رہے تھے جیساکہ اونکی بہت سی رسمین اونکے توہمات سے خبر دیتی ہین - کفار عرب معاملۂ تبنیت مین ہنود کیطرح بہت غلو رکھتے تھے - جیساکہ اسوقت ہندوستان مین تبنیت کا رواج زور و شور کے ساتھ پایا جاتا ہے - ایام جاہلیت مین عرب مین اس رسم کو ویسی ہی قوت حاصل تھی - اہل واقفیت سے پوشیدہ نہین ہے کہ اہل ہند تبنیت کو ذریعۂ نجات سمجھتے ہین اور وہ اس وجہ سے کہ لاولدی اونکے نزدیک موجب بربادی آخرت متصور ہے - پس لاولدی کے نتیجہ سے بچنے کے لیے غیر کے لڑکے کو بیٹا بنا لینا ضروریات سے جانتے ہین - چونکہ لاولدی اونکے عقیدے کی رو سے عاقبت بربادی کا سبب یقینی سمجھی جاتی ہے - اسلیے بیٹے کو پُتر کہتے ہین جسکے اصطلاحی معنی ولد اور لغوی معنی دوزخ سے بچانے والا ہین - پُت بزبان سنسکرت دوزخ کو کہتے ہین اور پُتر وہ جو دوزخ سے بچائے - بیٹے کا یقینی ذریعۂ نجات ہونا یا لاولدی کا یقینی ذریعۂ عقوبت نار ہونا راقم الحروف کے خیال سے باہر ہے اور اہل عقل و فہم سے اس طرح کے عقیدہ کی رکاکت پوشیدہ نہین ہے - بہر حال چونکہ اسلام تمامتر عقلی مذہب ہی اور نہ اسمین عجائب پرستی داخل ہے اسلیے اس دین متین نے تبنیت کو امر ناقابل توجیہہ سمجھکر تمام مسلمین کو اوسکی اور اوسکے متعلقات کی پابندی سے آزاد کردیا اور وہی فطرتی حکم سردار مسلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے بھی خدائے تعالےٰ نے مرعی رکھا - بالمختصر تمام حالات متعلقہ

پر غور کرنے سے حضرت زینب رضؓ کے نکاح کا معاملہ بہت کچھ تعلیم آموز نظر آتا ہے اور آنحضرت صلعم کی تمدنی اور اخلاقی خوبیون کا اظہار اِس معاملہ سے تمامتر عیان اور بیّن ہی - معاندین اسلام کے اعتراضات اِس مادّہ مین مثل اونکے دیگر اعتراضات کے محض عنادی ہین اور عقل سلیم کے آگے کوئی وزن نہین رکھتے حقیقت یہ ہی کہ ذات پاک آنحضرت صلعم کی مبرا تھی تمام اقسام کے سوء اخلاقی سے اور جو کچھ اعتراضات مخالفین وارد کرتے گئے ہین اونکی تردید علماے اسلام کافی طور پر کرتے گئے ہین - اور علماے اسلام کے علاوہ اِس اونیسوین صدی مسیحی کے خود علماے عیسائی بھی انصاف کے پیرایہ مین آکر پرزور تحریرون مین رد اعتراضات کرتے گئے ہین - جو حضرات اِن علماے یورپ کی تصنیفات سے واقفیت رکھتے ہین - میرے اِس قول کی تصدیق بخوبی کرسکتے ہین - سبحان اللہ یہ مجرد آنحضرت صلعم کے کمالات صوری و معنوی کا زور ہے کہ جسنے اون غیر مذہب کے علما کو بھی اسقدر اعتراف حق پر مجبور کر رکھا ہے اور کیون نہو کمال حسن اِسی کو کہتے ہین کہ سوتن کی آنکھو نمین بھی بھلا لگے - اور در حقیقت اوس جناب صلعم کی خوبیان اور محبوبیان ایسی ہی بیحد اور نامحدود ہین کہ احاطۂ ادراک سے باہر ہین ؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست - اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما - اللھم صل علی محمدٍ و اٰل محمدٍ *

خادم امت خیر الانام
امداد امام متخلص بہ اثر

قصیده در منقبت آفتاب برج ولایت بدر سپهر امامت سید الاوصیا فخر الانبیا امیر المؤمنین امام المتقین قوت پروردگار صاحب ذوالفقار واقف اسرار خفی و جلی حضرت مولانا و مقتدانا علی بن ابیطالب اسد اللہ الغالب علیه الصلوٰة والسلام الی یوم القیام از نتائج افکار مصنف رساله متخلص به اثر

گر کشاید زلف مشکین را سحر لیلای من
تیروان گردد جهان چون ظلمت شبهای من

این بلا چون در سر شوریده ام افتاده است
ناصحا بگذر خدا را از سر سودای من

من غم و پروای روز حشر چون دارم که چون
با سحر ربطی نمی بندد شب یلدای من

بر سپهر و چشم خورشید باشد ذرهٔ
بهر محشر بس بود یک گوشهٔ صحرای من

مهر خاموشی بنادم بر لب خود بهر آنکه
کم نه سازد اقتدار حشر تا غوغای من

در حقیقت هستیم بحریست ناپیدا کنار
کار با ساحل ندارد موجهٔ دریای من

دیدهٔ خوابیدهٔ بختم نه واشد ورنه برد
خواب از چشم خلائق شور هاهای من

سربلندی فطرتم کرد چون سرو بلند
رو به پستی کی نهد طبع سهی بالای من

عیسی نطقم روان در قالب معنی دمید
کار بند مریمی شد طبع معنی زای من

نقش ہمرنگی ندارد خردہ بر من مگیر   معنی پنہان من با صورت پیدای من
خواب غفلت را اجازت کو ہچون شکل مرگ   عبرت انگیز ست نقش بستر دیبای من
آرزوے جام جمشیدی چون سازی ز دل   قطرۂ نوشی اگر از جام استغنای من
پر الم گردد سرم کے از خمار احتیاج   لختہاے دل گزک خون جگر صہبای من
از سپہر آرزو پرواز من بالاتر ست   کے بدام حرص افتد گردن عنقای من
کے بمردار جہان روا فگند غرّ دلم   کے خورد جیفہ ہماے ہمت بالای من
من کجا بر چہرۂ دنیا گذارم چشم آز   ریختہ تنگ آرزویش طبع ناپروای من
ذرہ ذرہ جلوۂ برق جمال ایزدی ست   رو بسوے طور سینا چون بردموسای من
حبذا اے دیدۂ تر کز دل من پاک شست   قطرۂ اشک ندامت داغ عصیانہای من
مرحبا اے ساقی طالع کہ پیہم ریختی   بادۂ الفت بمینای دل شیدای من
ساقی کوثر مرا ساقی و من مست غدیر   کے شود خالی ز جوش فیض او مینای من
مستی عشقم فزون شد زانکہ خمار ازل   بادۂ خم غدیر آمیخت در صہبای من
مطلب از ایجاد عالم ہیچ میدانی کہ چیست   سر این معنی بیاموز از دل دانای من
ق این تماشا گاہ حیرت مظہر ذات علیؑ ست   صدر ایوان ولایت والی و مولای من
گرچہ نازیبا نباشد کز خیال ہمسری   من بگیرم جاے قنبر قنبر او جای من
ق خواجہ تا شانیم لیکن از سر پاس ادب   من غلام قنبر او قنبرش آقای من
تا کشیدہ سرمہ از خاک پاے بوترابؑ   غیر حق دیگر چہ بیند دیدۂ بینای من
زانکہ خاک درگہش را نور عنصر آمدہ   گشت روشن از نشان سجدہ اش سیمای من
در تمنای نجف آن دم کہ بردارم قدم   بہر بوسہ فرق من افتد بروی پای من

شیوهٔ خاصم ثنا شد بندگی درگهش
برهمین بوده است دین و ملت آبای من

نغمه پرداز صفاتش زان سبب هستم که بود
در ازل گویای مدحش طوطی لبهای من

در چمنهای ثنایش بلبل سدره نشین
زمزمه آموخت از طبع چمن پیرای من

صد گلستانِ معانی را دهد رنگِ بهار
نخلبندِ طبع رنگین و سخن آرای من

ای عدوم مقتضیٔ بنگر که از انصاف حق
قعر دوزخ جای تو شد قصر جنت جای من

از وفور گرمی حبّ تو ای شیر خدا
خون من هردم بغلیان ست در رگهای من

باعثِ این جوش خون انیک آن داند که چیست
هر که باشد باخبر از نسبت آبای من

بی‌نظیری بیمثالی نیست همتایت کسی
غیر شاه مرسلان ای خسرو یکتای من

زانکه جز اعدای تو دیگر ندارم دشمنی
باد زیر ذوالفقار تو سرِ اعدای من

چون رسد آن دم که بندد دم زگفتار و کلام
نام تو از دل برآید تا سرِ لبهای من

مدفنم گردد نجف از غایت افضال تو
گرچه شد اطراف پٹنه مولد و ماوای من

کار امروزم زر و سیم ریخت رنگِ آبرو
هست در دست کرامت عزت فردای من

من نه ام عرفی که گویم ای اثر در مدح خویش
"جوهر من کرد روشن گوهر آبای من"

دودمانم از شه کون و مکان رونق گرفت
زینت تاجش نه گرد جوهر یکتای من

از علی رض و فاطمه رض دارد وجودم امتیاز
جوهر اول بحیرت ز آدم و حوای من

نقل خط علامۂ دہر فہامۂ عصر تاج العلما حضرت قبلہ وکعبہ مولوی سید علی محمد صاحب بن سلطان العلما مدظلہ بنام مصنف رسالۂ ہذا

علم علامہ فرد فہامہ عمدۂ حکماے متالہین زبدۂ علماے متبحرین سرکار حذاقت مدار حکیم الاسلام حبیبی جناب مولوی شمس العلما مولوی سید امداد امام دام معالیہ تسلیم وتکریم - مین آپکی خدمت فیض درجت سے رخصت ہوکے بخیر وعافیت عظیم آباد صُین عن الفتنۃ والفساد مین پہونچا اور بجز غم دوری ومہجوری آپ کے کوئی غم نہین رکھتا حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ سرکار حذاقت مدار کی عمر واقبال وعیال و اطفال وآبرو مین برکت دے اور ہمیشہ تائید دین مبین وشرع متین ائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی کہ جو آپکے آباو اجداد امجاد تھے عطا فرمائے اور مصداق اونھین اشعار آبدار حضرت ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمائے کہ جنھین مین نے موعظہ مین عرض کیا تھا ؎ کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدًا

ولما نطاعن دونہ ونناضل	وننصرہ حتی نصرع حولہ
ونذہب عن ابنائنا والحلائل	الغرض ہمیشہ حق واہل حق کی آپسے

تائید کرائے بحق الحق واہلہ عالیجاہا جناب مولوی غلام صادق صاحب میرے احب احباب سے ہین نہا الممکن ہمیشہ انکی ترویج واعانت وحمایت مطمح نظر فیض منظر رہے ؎ پدرم بتومایۂ خویش را * تو دانی حساب کم وبیش را - زیادہ زیادہ

بخدمت فیض درجت جناب ڈپٹی صاحب وجناب سررشتہ دار صاحب وجناب وکیل صاحب وجمیع برادران بلگرامی کثر اللہ امثالہم وحقق لہم آمالہم تسلیم وتکریم پہونچے

ملتمس

علی محمد بن سلطان العلما

مکرر یہ کہ ہرچند فضل خدا سے جیسا مین یہ گمان رکھتا تھا کہ مقدمۂ عقد زوجۂ زید رضی اللہ عنہ مین ہیچمدان سے بڑھ کے کسی نے مفسرین فریقین مین نہ سابق مین لکھا اور نہ آیندہ معتد بہ کسی کے لیے کچھ چھوٹ رہا۔ لیکن آپکے رسالۂ شریف مین بعض باتین میری تحقیق سے بڑھ گئین مثل ذکر خلع وغیرہ کے اور اکثر اجمالی اشارون کی میرے تفصیل فرمادی پس اوسکا چھپ جانا بہت مناسب ہے الغرض وہ رسالہ بہت خوب اور نہایت مرغوب ہے ؎

ففی کل لفظ منہ روض من المنیٰ　　وفی کل سطر منہ عقد من الدرر

ملتمس

علی محمد بن السلطان العلما

از گزری عظیم آباد

مورخہ ۲۳ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۰۰ھ

مسئلہ

تنقید جدید

نئی پرکھ

از تصنیفات عالیہ بحر العلوم حجۃ الاسلام سید المجتہدین سلطان المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین حاج بیت اللہ الحرام زوار مرقدین ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین نائب حضرت صاحب العصر علیہ الصلوات و السلام مولانا و مقتدانا جناب تاج العلما مولوی سید علی محمد صاحب قبلہ و کعبہ دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہین علمائے اسلام اس مسئلہ مین کہ جسکے عقیدہ خدا خود اوسکے بارے مین فرمائے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی بہ تحقیق کہ تو بہت بڑے خلق اور بہت اچھی چال چلن کا پابند ہے اور وہ بھی یہ دعوے کرے کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی جز این نیست کہ مین بھیجا گیا ہون اسلیے کہ پورا کردون اچھی خصلتون کو الغرض وہ اپنے نزدیک مربی عالم اور مہذب اخلاق بنی آدم ہوکے پھر بڑھاپے مین ایسی رکیک اور شہوت پرستی کی حرکت کرے کہ بیچارہ اپنے غلام کی زوجہ پر نہاتے مین نظر ڈالکے سبحان الذی بڑاھا کہ کے اپنا میلان اوسپر ظاہر کرکے اوسے اوسکے شوہر سے چھوڑوائے اور خود اوسپر تصرف کر بیٹھے پھر ایسے ہوا پرست کی پیروی کیونکر جائز ہوگی الغرض تیرہ سے برس سے

دہریہ اور اور مخالف اسلام بانی اسلام اور اسلام پر اس امر پر مضحکہ کرتے
چلے آتے ہین اور آجتک فریقین سے کسی مسلمان نے تشفی کا ایک بھی
جواب نہین دیا اس بارے مین حق امر کو بلا رو و رعایت بیان فرمایئے بینوا و توجروا

الجواب بعون اللہ الملہم للصواب

پوشیدہ نرہے کہ یہ سب توہمات و تخیلات قلت تدبر سے اون آیات شریف
مین ہے جو قصۂ زید مین نازل ہوے ہین چنانچہ مع تفسیر ضروری نوکر یز قلم
وقت رقم ہوتے ہین کہ جو سوانح وقت سے اور یادگار زمانہ سے ہے۔ حق سُبحانہ و
تعالیٰ فرماتا ہے وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون
لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالًا مبینًا
یعنی نہین باقی رہتا کسی ایماندار مرد یا عورت کو جبکہ دیدے خدا اور اوسکا
رسول کوئی قطعی حکم کسی قسم کا اختیار اپنے کام مین اور جو نافرمانی کریگا خدا اور
رسول کی تو گمراہ ہو گیا وہ گمراہی صریح سے۔ یہ آیت بابت ام المؤمنین حضرت
زینبؓ اور اونکے عزیزون کے نازل ہوئی جب حضرتؐ نے حضرت زینبؓ کو پیام دیا
کہ تم زید غلام آزاد کردہ حضرتؐ سے عقد کر لو اور اونھون نے محول مشورہ
پر اپنے عزیزون کے رکھا اور عزیزون مین ہیجان و تلاطم ہوا کہ حضرتؐ کو یہ کیا
مرتکز ہوا ہے کہ اپنے عزیز قریب اور خاندانی لڑکی کو غیر خاندان اور غلام
آزاد شدہ کے ساتھ بیاہے دیتے ہین اِسلیے کہ عرب مین دستور نسب
پرستی کا حمیت جاہلیت کی وجہ سے تھا یہان تک کہ بعض اون مین سے
ایسی غیرت عرفی مین مبتلا تھے کہ وہ بیٹی کا بیاہا جانا ہم چشمون مین بھی عار

جاتے تھے اور دختر کشی کرنے بیٹھتے تھے اور فرائض مذہبی سے جناب رسالتمآبؐ
کے پابندی عقل اخلاقی کی اور توڑ دینا خلاف عقل رواجون کا تھا اور خلق
عظیم پر ہونا اور اتمام اور تکمیل مکارم اخلاق کی ممکن ہی نہ تھی بغیر ایسی
رواج شکنی کے پس کوئی چارہ نہ تھا بجز اس رواج شکنی کے جیسا کہ علم
اخلاق مین منقح ہو گیا ہے کہ جس رواج مین مخالفت عقل ہو اوسے منکسر کر دینا
لازم ہے بزرگان قوم کو اور اس فن مین محض زبانی جمع خرچ بہت کم ہی بلکہ
ازبسکہ یہ علم عملی ہے تو ارکان و اعضاء و جوارح کو اس مین بہت بڑا دخل ہے
پس کوئی چارہ نہ تھا حضرت کو کہ فعل سے رواج نسب پرستی کو شکستہ
کرین اور ابتدا اوسکی اپنے ہی خاندان سے کہ جو اشرف عرب کے کل خاندانون
سے تھا کرین اسوجہ سے بحکم خدا حضرت کو اصرار اس فعل پر ہوا اور سلب اختیار
زینب وغیرہ سے کر دیا گیا کہ فعل اونکا ناشی ہوا وغضب سے تھا کہ جو حریف
عقل ہی اور ازبسکہ اصول علم اخلاق سے علاج بالضد ہے مثل طب کے
چنانچہ شریعت مین بھی لکھا گیا ہے کہ گناہ سے توبہ فقط نادم ہونا اوسپر نہین
بلکہ توبہ کے ساتھ ہر گناہ کی ضد بھی بجا لانا چاہیے مثلاً جنکے حقوق غصب
کیے ہین اونکا ایصال اون تک یا اونکے وارثون تک کرے اور رد مظالم
کرے اور جسکی غیبت کی ہی اوسکے حسن ذکر سے رطب اللسان ہو اور جنابت مین
مس کتابت قرآن کی ہو تو طہارت وغیرہ سے تقبیل اسکی کرے اور علی ہذا القیاس
اور تکبر کی ضد تذلل اور انکسار ہے پس نسب پرستی اور تکبر زینب رضؓ وغیرہ کا کچھ
علاج ہی نہ تھا بجز اسکے کہ وہ مذہبی کفو قرار دیجائین اور عقد مین دیدیجائین

ایسے شخص کے کہ جو عرف مین حقیر و ذلیل ہو اور اوسکی ذلت عرفی کا علاج بالضد کیا جائے اوسکی قدردانی واقعی اور عزت افزائی عقلی سے اشرف خاندان مین منسوب کر کے تاکہ ظاہر و آشکار ہو جائے کہ تنزل و ترقی مین دخل نسب کو نہین ہے بلکہ اسلام کو ہے کہ جو مثل مرادف حکمت اخلاق ہو اور شریف وہ ہو کہ جسکے عقائد و افعال عقلاً شریف ہون اور ذلیل وہ ہو کہ جسکے عقائد و افعال عقلاً ذلیل ہون پس مناط عقل اور شرعی کفائت کا عقائد و اعمال پر ہے نہ نسب وغیرہ پر پھر فرمایا واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ فلما قضی زید منہا وطرًا زوجنا کہا لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاءہم اذا قضوا منہن وطرًا وکان امر اللہ مفعولًا یعنی اور جبکہ کہتا تھا تو اے نبی اوس زید سے کہ جسپر احسان کیا تھا خدا نے اور احسان کیا تھا خود تو نے بھی کہ رہنے دے اپنے پاس اپنی زوجہ اور ڈر تا رہ خدا سے حالانکہ چھپاتا تھا تو اپنے نفس مین وہی چیز کہ جسکا ظاہر کر دینے والا تھا خود خدا اور ڈرتا تھا تو لوگون سے حالانکہ خدا لائق تر ہو اسکے کہ تو اوس سے ڈرے پھر جب پورا کر چکا زید اوس عورت سے اپنا مطلب تو بیاہ دیا ہمنے تجھسے اوسے تاکہ نہو مومنون پر کسیطرحکا حرج بی بیون مین اونکے لیپالکون کے جبکہ پوری کر چکین وہ اونسے اپنے مطلب اور خدا کا کام کیا کرایا ہوا ہے اور تفصیل اسکی فی الجملہ یہ ہے کہ قید انعم اللہ علیہ کا فائدہ اظہار ایمانداری حضرت زیدؓ کا ہے کہ وہ خدا پرست تھے اور یہ اوپر بیان ہو چکا کہ محض زبانی کوئی امر معتبر ایسے عملون

مین نہین خصوصاً ایمان کا امر کہ اہم سب کامون سے ہی اور اسکی تفسیر مین
بھی اقرار لسان کے ساتھ اعتقاد جنان اور عمل ارکان کو داخل کیا ہی اور
منافقون کے اقرار لسانی کو باوجود انکار قلبی کے معتبر نہین رکھا بلکہ اونکے
لیے بہ نسبت اور منکرون کے درک اسفل نار کا قرار دیا گیا پس ضرور ہوا کہ
دل و جان سے زید کو حاصل ہو اور از قسم افعال ترتب آثار ایمان بھی ہو تاکہ
حصول اوسکا اونمین ظلی اور غیر معتد بہ نہو بلکہ اصلی ہو کہ اطلاق ایمان جسپر
عیانی یا برہانی ہو جائے اور محض خطابی نہ رہے حصول ظلی کیطرح چنانچہ جب
ایک مدت مدید کے بعد انکی غلامی کی خبر انکے باپ نے یمامہ مین سنی تو
وہ مکہ معظمہ مین آئے اور بواسطہ حضرت ابوطالب یہ استدعا کی کہ حضرت انکی
قیمت لیکے انھین دیدین کہ یہ گھر کا بندوبست اور اوسکی وراثت کرین اسلیے
کہ وہ تاجر مالدار تھا اور انکے سوا کوئی وارث نرکھا تھا پس حضرت نے مرضی زید پر
محول فرمایا جب زید نے آکے یہ ماجرا سُنا تو اپنے باپ سے کہا کہ تمھارے پدری حق
اور تمھارے ہزارون روپے تصدق ہین اوس ایک ساعت پر سے کہ جسمین مین
خدمتگزاری حضرت کی کرتا ہون پس اونکے باپ نے جھنجھلا کے کہا کہ مین نے تجھے
عاق کیا پس حضرت صلعم نے فرمایا حاضرین سے اشارہ کر کے کہ مین تم سب کو
گواہ کرتا ہون کہ مین نے زید کو اپنا بیٹا کیا اور اسی مقام سے فائدہ قید
والنعمت علیہ کا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ احسان کا حق سب سے
بڑھا ہوا ہے اور اسی لیے غلام کا قصاص آقا پر عائد نہ ہوا اور نہ
بیٹے کا باپ پر اور اطاعت باپ کی لازم رکھی گئی اگرچہ وہ منجر خانہ بربادی

فرزند کیطرف ہو جیسا کہ بعض روایات مین ہو اور بہرکیف یہان سے صغرای
شکل کی صورت بندہی کہ زید نعمت ایمان سے مشرف تھے بحکم انعام خداو
رسول وغیرہ کے اس آیت مین اور جو ایسا ہو اوس سے انحراف حکم قطعی
خداو رسول سے ممکن نہین بحکم پہلی آیت وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ
کے اور نکرہ کے سیاق منفی مین آنے سے عموم پیدا ہوا کہ جس سے کلیت
کبرے مین کھٹکا نرہا پس نتیجہ مین کہ جو عدم انحراف زید ہو حکم حضرتؐ سے کیا
شبہ رہا اور مؤید اسکے یہ ہو کہ جو حضرت کے لیے اپنے باپ اور ہزارون روپیہ
کی جائداد کو چھوڑ دے اوسے کیا تامل ہوگا زوجہ سے دست بردار ہو جانے
سے رضاے حضرت کے لیے اور زوجہ بھی کون کہ جو اونھین کے طفیل سے
ملی ہو اور وہ بھی حاجت روائی کے بعد اور ایسے مذہب اور ملک مین کہ جس مین
طلاق زن معیوب نہ ہو اور ایسے حال مین کہ مصلحت اخلاقی اور نیک
نیتی حضرت کی اوپر ظاہر ہو چنانچہ جس روایت کا مستفتی نے اشارہ کیا
اوس سے بھی ظاہر ہے کہ میلان حضرت ظاہر ہونے کے بعد خود زید آمادہ
ہو گیا یہانتک کہ حضرت نے امسك علیك زوجك واتق الله فرمایا
یعنی رہنے دے اپنے پاس اپنی زوجہ اور ڈرتا رہ خدا سے علاوہ یہ کہ یہ احتمال
کسی مخالف مورخ نے بھی نقل نہ کیا جو کچھ ایراد کیے گئے وہ مخالفت
رواج وعرف پر کیے گئے تو اگر ادنیٰ سا انحراف زید کا پایا جاتا تو ضرور انصاف
پسند لوگ تظلم زید کی حکایت وشکایت بکثرت ایراد مذکور سے نہ کرتے اور اگر
صمیم قلب سے زینب و زید کے یہ نہوتا تو طلاق بلکہ نکاح بھی کہ جو موقوف علیہ

طلاق کا ہی ثابت نہوتا اسلیے کہ وہ موقوف ایجاب وقبول پر ہی اور شرعاً تھری
ایجاب وقبول کا اعتبار نہین اور اصرار صاحب شرع مخالفت صریح پر اپنے شرع
کے بغیر اضطرار کسی عاقل کو باور نہین ہو سکتی خلاصہ یہ کہ جس محسن نے
خاک سے پاک کیا ہو اور جس حجت خدا سے زید نے اپنا باپ اور مال بلکہ
جان کو عزیز نہ کیا ہو وہ اگر اوس سے کہین کہ مصلحت اور حکم خدا اسیمین ہے
کہ تو اپنی لاولد زوجہ کو طلاق دے اور مین اوس سے عقد کر دن تو پھر باوجود
اسکے اوسنے اونسے اوسے عزیز کیا ہو اور مصلحت وہی رواج شکنی ہی کہ جیسی
عرب مین غیر خاندان مین بیٹی کا بیاہنا بہ شدت معیوب تھا اوسی طرح منہ بولے
بیٹے کو بھی وہ بجاے حقیقی اور صلبی فرزند کے جانتے تھے اور مقتضی اونکی حمیت
کا یہی تھا کہ جو کچھ منہ سے کہا وہ کہا قول مردان جاندارد اور اسمین مفاسد عقلی و
شرعی تھے اور بے انصافی بھی اولاد صلبی اور اونکے ازواج کے باب مین
کہ اجنبی اونکے برابر کردیے جائین اور علاج بالضد کا بھی یہی مقتضے تھا کہ جب
زینبؓ نے خوشی سے انکسار اختیار کر لیا تو اب قدردانی اور ترقی دینے کا موقع
ہوا اور وہ بجز اسکے کیا تھا کہ اشرف مخلوقات اور افضل بنی آدم کے وہ کفو
کریم قرار پائے اور بالاے عرش عظیم اونکا عقد واقع ہوا اور یہ گنجایش بھی نرہی
کہ کوئی یہ شبہ کرے کہ معاذ اللہ بدلیاقتی سے وہ معتوب حضرت تھین اسلیے
وہ غلام کے حوالے کردی گئین بلکہ اسمین عزت افزائی زید بھی تھی کہ اس شرف
سے وہ مشرف کیے گئے کہ جو قابل عقد خود حضرت تھین وہ اونکے عقد مین دیگئین
پس کہین شائبہ بھی ظلم بلکہ ناراضی زینب یا زید کا نہین بلکہ سراسر دونون کی

عزت افزائی ہی بلکہ انتہا درجہ کا انکسار ہی اِسلیے کہ اہل حمیت ونفس اب بھی اون
عورتوں سے اجتناب کرتے ہین کہ جو تصرف مین بتذل مردونکے آچکی ہون لیکن حضرت
نے ایثار زید کے نفس کا اپنے نفس پر کیا اور بعد اوسکی حاجت روائی کے بمصالح
مذکورہ زینب پر توجہ فرمائی رہا یہ شبہ کہ معاذاللہ حضرت نے خیال بد تو فرمایا اور
اگر وہ بد نہوتا تو اوسے کیون چھپاتے تا اینکہ خود خدا اظاہر فرماتا جیسا کہ آیہ مذکورہ
مین ہے کہ تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ اور چھپاتا تھا تو اوسے کہ جسے
خود خدا ظاہر کرنیوالا تھا تو حل اوسکا یہ ہو کہ اِس فقرہ مین ایک ہی چیز کے دو
عنوان بیان کیے ہین ایک اضمار نبی اور دوسرے اظہار خدا اور یہ کہ جسکا
حضرت اضمار کرتے تھے وہ وہی تھا کہ جسکا خدا نے اظہار کیا اور اوسنے اظہار
نہین کیا مگر خیر وخوبی کو پس حضرت اضمار بھی نکرتے تھے مگر خیر وخوبی کا جسکی
مختلف مصلحتین عقل ونقل سے ثابت ہین رہا منشاء اضمار پس بدی نہ تھی
بلکہ خوف مضحکہ اہل عرف ورواج کا تھا اگرچہ بخوف اسکے کہ وہ تنفر خلق اور
فی الجملہ انسداد ہدایت کا باعث ہو لیکن ازبسکہ اون توکل وتمحض خدا سے تھا
تو اِسلیے بعنوان تعریض وتعرض ونصیحت مذکور ہوا تا کہ معلوم ہو کہ ثبات حق
پراحق ہر رعایت سے ایسی مصلحتون کے تا وقتیکہ تقیۂ شرعیہ کی حد پر نہ پہونچین؛
خصوصًا حجت خدا اور ہادی دین وحکمت سے تا کہ حدود علم وحکمت درہم وبرہم
نہوجاوین چنانچہ فرمایا کہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ یعنی ڈرتا تھا تو لوگون
سے حالانکہ خدا لائق تر ہی اِسکے کہ تو اوس سے ڈرے پھر یہ فرمایا کہ فلما قضی زید
منہا وطرا الآیۃ یعنی جب پورا کر چکا زید اوس عورت سے اپنا مطلب اس قید سے

جیسے موقع انظلام زید کا رفع ہوا ویسطرح سے شبہہ ہوا ہیئت کا اس فعل کے رفع اور
رفع ہوا خلاصہ یہ کہ ایسے کون عاقل باور کریگا کہ جب حضرتؐ کا زمانہ قوت کا ہوا اور زینبؓ
بھی باکرہ اور کمسن ہون اور حضرت کو ثروت دنیا بھی کم ہو اُس زمانہ مین تو خود میلان نکرین
اور دوسریکا پیام دین حالانکہ جب زینبؓ حضرتؐ کے فرمانیسے غلام سے عقد پر راضی
ہوگئین تو کیا خود حضرت سے عقد پر راضی نہوجاتین پھر اسمین کیا فائدہ تھا کہ اونھین غیر
کے تصرف مین دیکے پھر اپنے تصرف مین لائین تو ضرور اسمین کوئی نکتہ ہونا چاہیے نہین تو یہ
کیا ممکن تھا کہ ایسا عاقل ایسے عمدہ موقع مین تو میلان نکرے اور سن پیری مین اونھین پر
ایسا شیفتہ ہووے حالانکہ اونکا بھی سن شباب باقی نرہے اور تصرف زید مین بھی آجائین اور باکرہ
بھی نرہین باوصفیکہ حضرت قادر ہوجائین حکومت و ثروت کی راہ سے بہتر سے بہتر عورتونپر ثیبہ
اور باکرہ اور خوشجمال اور عالی خاندان عورتونپر اور باوصف ان سب امور کے وہ باز نہ آئین اوس
شیفتگی اور فریفتگی سے باوجود متنبہ ہونیکے بدنامی عظیم پر پس ضرور ہی کہ اونکے اس فعل مین
کوئی عظیم مصلحت ہو اور وہ ویسی ہی مصلحتین ہین کہ جسکا اشارہ اوپر گزرا بلکہ انصاف یہ ہی کہ
اگر ایسے مرد آزما مقام پر حضرت سے ایسا ثبات اس امر خیر پر کہ جسکا حسن عقلی متعدد جہتونسے
اظہر من الشمس تھا اور قبح عقلی کا کسی طرح شبہہ بھی نہ تھا وقوع مین نہ آتا تو منصب اونکی خلق عظیم
کا اور اتمام مکارم اخلاق کا پورا ہی نہوتا اور خلعت حجت خدا ہونیکا اونکی قامت مبارک پر
ٹھیک ہی نہوتا اور جو عقد ایسا خلوص عقیدہ سے اور ابعد شرک خفی سے نہوتا تو کیون بالائے
عرش وقوع مین آتا اور اوسکی بابت یہ نہ فرمایا جاتا کہ زوجنا کھا لکیلا یکون علی المومنین
حرج فی ازواج ادعیائہم اذا قضوا منھن وطرا یعنی جب زید رفع حاجت کرچکا تو بیاہ دیا ہمنے اوسے
تجھسے تاکہ نرہے مومنونپر کسی طرحکا حرج بیبیو نمین اونکے منہ بولے بیٹونکے جبکہ پورا کرچکین

اونسے اپنا مطلب الغرض بقول شخصے خدا کو دیکھا نہین لیکن عقل سے پہچانا جو عقل سلیم سے غور رودا و مذکور مین کریگا اوسے ذرا بھی شبہہ نرہیگا کہ ظلم و ہوائیت وغیرہ کے شائبہ سے وہ بالکل بے لوث ہی بلکہ جیسا آغاز مین حضرت زینبؓ کی بابت خدا و رسولؐ نے ایک رواج شکنی کی تھی ویسے طرح انجام مین اونکی وجہ سے دوسرے رواج شکنی کی اور اوس سے یہ بھی ایک نکتہ ثابت ہوا کہ جسے ہم خلق محمدی وغیرہ مین منقح کر چکے ہین کہ ضرورت عقلی کا تو کیا ذکر استحسان عقلی کیلیے بھی مثل رفع عسر و حرج کے کسر ایسے رواج کا کر سکتے ہین کہ جو تحریم عرفی کے حد پر پہونچگیا ہو اور یہ کہ حسن و قبح اشیاء عقلی ہی نہ عقلائی الحاصل اس ماجرے سے بڑھکے اور کیا فضیلت اخلاقی و ناموسی جناب رسالتمآبؐ کی ہو سکتی ہی کہ جسپر ہمین افتخار پہونچی جان ہماری فدا ہو اوس جناب کے اس ثبات پر اور اونکی ذات بابرکات پر باقی ہو واقعی رہا فقرہ سبحان اللذی برأها پس صحت بلکہ اعتبار سند و دلالت مین اوسکے تامل ہی اور بعد تسلیم تواتر کہان کہ معارض عصمت قطعیہ ہو بلکہ گو نہ اوس سے استشمام الحہ وضع ممکن کہ وہ پرداز پر حضرت داؤد اور زن اوریہ کی پرانی جھوٹی کہانی پر ہی کہ جسکی ردمواعظ جونپوریمین ہو چکی ہی اور اسیطرح اکثر روایتین جو ان آیتون کی تفسیر مین وارد ہوئی ہین بسبب آپس کے اختلاف بیانی کی وجہ سے اور ضعف سند و دلالت اور آحادی ہونیکی وجہ سے معارض دلائل قطعیہ عصمت و قواعد عقلیہ حکمت اخلاق کی نہین ہو سکتین بہر طور یہ اعتراض ناشی جہل مرکب سے ہی کہ جو بہت بڑی بداخلاقی ہی ع آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ✤ در جہل مرکب ابد الدہر بماند۔ اور واقع مین یہ عمدہ فضائل جناب رسالتمآب سے ہی اور ثبوت کافی و کامل اونکے خلق عظیم و اتمام محاسن عقائد و مکارم اخلاق کا ہی جو علت غائی حضرت کی بعثت کی تھی

واللہ الہادی الی سواء السبیل

علی مع الحق والحق مع علی

علی محمد سید

اعلان

ناظرین کتب و اہالیان مطبع کو واضح ہو کہ یہ رسالہ موسومہ
معیار الحق من تصنیف حکیم مولوی سیّد امداد امام صاحب
مخاطب بہ شمس العلما بحکم گورنمنٹ ہند بار دوم مصنف کی
فرمایش سے چھاپا گیا اور داخل رجسٹری گورنمنٹ ہند ہوا۔ لہذا
ہر خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بلا اجازت مصنف کوئی
صاحب اِسکے چھپوانے کا قصد نہ فرمائیں۔

المشتہر

محمد یحییٰ۔ وکیل و آنریری مجسٹریٹ بانکی پور